



FEBRUARY 2006

مہینہ شوال 1427ھ

نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

محقق علامہ محمد مختار اشرفی

حمیت اشاعت اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر	۶
۲	مقدمہ	۱۰
	﴿حَقَّائِمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے معنی میں اقوالِ مفسرین	
۳	امام قرطبی کی تفسیر، امام طبری کی تفسیر	۱۲
۴	امام جلال الدین کی تفسیر	۱۷
۵	امام نیشاپوری کی تفسیر، امام فخر الدین رازی کی تفسیر	۱۸
۶	علامہ ابن عسود کی تفسیر	۱۹
۷	علامہ نسفی کی تفسیر، علامہ آلوسی بغدادی کی تفسیر	۲۰
۸	چرخِ حضور اکرم ﷺ کی غریبی نہ مانے وہ کافر ہے	۲۲-۲۰
۹	حدیث شریف	۲۰
۱۰	حدیث شریف	۲۲
۱۱	حدیث شریف	۲۳
۱۲	علامہ اسماعیل حقی کی تفسیر	۳۲
۱۳	مثال کی تشریح	۲۳
۱۴	علامہ ابن کثیر کی تفسیر	۲۳
۱۵	تفسیر روح البیان سے دوسرا اقتباس	۲۵
۱۶	امام راغب اصفہانی کی تفسیر	۲۷
۱۷	جو دہارے نبی کے بعد کسی نبی کو کہے وہ کافر ہے	۲۸

نام کتاب : نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس

تصنیف : رئیس المحققین حضرت علامہ مولانا

محمد منی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

تخریج و تحقیق : علامہ محمد عطاء اشرفی

رکنِ حقیقاتِ انصوح الشریعہ

جمعیت اشاعت الہدایت پاکستان

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۲۷ھ بمطابق فروری ۲۰۰۶ء

تعداد : ۲۰۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، بیٹھارہ، کراچی۔

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۸	یا ہمارے نبی کے آخری ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے	۲۸
۱۹	امام عظیم کے دور کے مدعی نبوت کا واقعہ	۲۸
۲۰	جھوٹے مدعی نبوت سے علامت طلب کرنا کفر ہے	۲۸
۲۱	حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہ کرنے والا مسلمان نہیں	۲۸
۲۲	حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے	۲۸
۲۳	امام بغوی کی تفسیر	۲۹
۲۴	اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما	۲۹
۲۵	علامہ علاؤ الدین خازن کی تفسیر	۲۹
۲۶	علامہ حلی کی تفسیر اور علامہ ابو بکر بخاری کی تفسیر	۳۰
۲۷	ملفوظ دہلوی کا قول	۳۰
۲۸	مہتمم السنن کی قرأتیں	۳۱
۲۹	صاحب قاموس اور لفظ "حتم"	۳۱
۳۰	معنی "آخری نبی" عبارت انصاف سے ثابت ہے	۳۲
۳۱	حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے میں بڑی فضیلت ہے	۳۲
۳۲	یعنی آخر الانبیاء کا تسلیم کرنا ضروریات دین سے ہے	۳۲
۳۳	ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار منکر کے کافر ہونے کو کافی ہے	۳۲
۳۴	مولوی قاسم نانوتوی کا اعتراف	۳۳
۳۵	﴿وَحَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ اور احادیث نبویہ علیہ التثانیہ	۳۳
۳۶	دوسری حدیث اور تیسری حدیث	۳۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۷	پانچویں حدیث	۳۵
۳۸	پانچویں حدیث اور چھٹی حدیث	۳۶
۳۹	ساتویں حدیث، آٹھویں حدیث اور نویں حدیث	۳۷
۴۰	دسویں حدیث اور گیارہویں حدیث	۳۸
۴۱	بارہویں حدیث	۳۹
۴۲	تفاسیر واحادیث سے واضح ہونے والے امور	۳۹
۴۳	پہلا امر	۳۹
۴۴	دوسرا امر اور تیسرا امر	۴۰
۴۵	چوتھا امر اور پانچواں امر	۴۰
۴۶	اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اس پر محققانہ نظر	۴۱
۴۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟	۴۷، ۴۶
۴۸	فخر نبوت کے باب میں اسلام کا نظریہ	۴۸
۴۹	قاسم العلوم کا عقیدہ مولوی فاروقی کی زبانی	۴۸، ۴۹
۵۰	مولوی قاسم نانوتوی کی عبارت کا حاصل مراد	۵۰، ۵۰
۵۱	تجدیر اناس کے حوائج اور حاشیہ نگار کی خبر گیری	۵۰، ۵۱
۵۲	قاسم نانوتوی اور قادیان دارالعلوم دیوبند	۵۱، ۶۰
۵۳	دو مقدمہ تحریریں	۶۳، ۶۱

عرض ناشر

برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد انگریزوں نے مسلمانوں سے اقتدار حاصل کیا تھا اس لیے انہیں سب سے زیادہ خطرہ مسلمانوں سے ہی تھا اور وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ کوئی قوت نہ رہیں ان کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہ کریں اور اس طرح ان کے اقتدار کو دھملا جائے۔ شاطر انگریز یہ راز چاہتا تھا کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی چنگاڑی روشن ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے اپنے مذہب و عقائد کے حصول کے لیے چند مولویوں کو خرید لیا جنہوں نے جب وہ علماء اور علم و فضل کی آؤ میں مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول ﷺ ختم کرنے کا کام کریں اب مسلمانوں کا دین و ایمان ٹوٹنے کے لیے انگریز بہادر کو چھ روزہ دل گیا چنانچہ اب وہ مسلمانوں کے سامنے کوٹ چلون، ہٹائی اور ہیٹ لگا کر نہ آ بلکہ ان ہی نام نہاد علماء کے جبہ و ستار میں چھپ کر آ تا اب ہندوستان کی زمین ایک نئی آفت کا گہوارہ بن چکی تھی زبان علماء کی چلتی تھی مگر حکم سات سنہر پارکا ہوتا تھا۔ یہ غربت مسلمان کیا جانتا تھا کہ یہ جبہ و ستار والے ہمیں دل و بازے انگریزوں کے ہاتھ لائیں گے مگر واسے حسرت و دکا کی یہ تو انگریز سے پہلے ہی سودا کر چکے تھے۔ اسامیل دہلی اور ان کے ساتھ کارکنی انگریز دوست کی صرف دو مثالیں دے کر اپنی بات آگے بڑھا رہا ہوں۔

"فکلتہ میں : ب ۱۱۱۰۱۱۰۱۱ میل نے جہاد کا مظاہرہ شروع کیا ہے اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک تو ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ دیر بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آجی نہ دے دیں۔"

(حیات علیہ صفحہ ۶۹۶، ہرچیز زاجر ت دہلی، مطبعہ فاروقی، دہلی)

داوڑے مسلمان انگریز اگر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہائیں تو کوئی غم نہیں مگر انگریز بہادر کے بدن پر سورج کی دھوپ تک نہ پڑے۔ واقعی وقاداری ہو تو ایسا۔

مولوی عبدالرشید گنگوئی دلی بندیوں کے مسلم مقتدا و پیشوا ہیں ان کے بارے میں تذکرۃ الرشیدی یہ عبارت پڑھے اور سوچے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں اس سے بھی زیادہ کوئی گھناؤنا دور تو یہ تعدادی کا کباب مل سکتا ہے؟

جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فراس بردار ہوں۔ ان جھوٹے سے میرا بال بیکا نہ ہو گا اور اگر مارا گیا تو سرکارا لگ ہے اسے اقتدار ہے جو چاہے کرے۔

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰)

زیر نظر کتاب میں ایسے ایک عقیدہ باطل کا رد کیا گیا ہے کہ جسے دلی بندی کہتے تھے کہ تمام اہل علم و انصاف نے اپنی کتاب تحذیر الاناس میں درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"مگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نیا پیدا ہو تو پھر بھی خامت محمدی میں یکھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الاناس مصنف قاسم نانوتوی صفحہ ۳۳۳، دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

ذرا دیکھئے تو کسی کتنے گھناؤنے اعزاز میں عقیدہ ختم نبوت پر شب خون مارا گیا ہے جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ملت قادیان کے گور زانظام احمد قادیانی نے بھی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

حالانکہ قرآن کریم میں یہ آیت کریمہ ختم نبوت پر روشن دلیل ہے کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ

زیر نظر کتاب میں قاضی مصنف نے امکان نظیر کے شبے کا بھی رد یلغ فرمایا ہے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کہ سید عالم رقی فدوا ﷺ کی ذات والا صفات ممکن الظہر نہیں بلکہ متعین الظہر ہے اب ان کے منہ پیرا ہوا محاللات سے ہے لہذا ہم اہل سنت و جماعت عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح بہرہنہ اور مدلل سمجھتے ہیں

امکان نظیر کا مسئلہ ذہن میں ابھرتے ہی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر صفحہ ذہن پر

ابھرا تا ہے وہ فرماتے ہیں:-

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

یا پھر اردو زبان کے مشہور شاعر مرزا غالب کے وہ چند اشعار ذہن کے پردے کو متحرک

کرتے ہیں کہ جو اس نے مسئلہ امکانِ اظہیر و امتناعِ اظہیر کی بحث کے دوران لکھے تھے پہلے پہل

اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے دونوں خیالات کو ساتھ بھاننے کی کوشش کی جس کا ثبوت ان

اشعار میں ملتا ہے :-

یک جہاں تا بہت ایک خاتم بس است قدرت حق را نہ یک عالم بس است

خواہ از ہر ذرہ آرد عالم ہم بود ہر عالم را خاتم

ہر کجا ہنگامہ عالم بود رحمت اللعالمین ہم بود

کثرت ابداع عالم خوب تر یا بیک عالم دو خاتم خوب تر

در یکے عالم دو تا خاتم بخوئے صد ہزاراں عالم و خاتم بخوئے

لیکن آخر میں اسے بھی ماننا پڑا کہ نہیں نہیں! حق تو یہ ہے کہ سرکارِ کریم کا مشکل و مثال نہ

بھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا اور آفراسے یہ کہنا پڑا کہ :-

غالب ایں اندیشہ چند یرم بھی خرد ہم بر خورشید یرم بھی

اسے کہ ختم المصلحین خواندہ دارم از روئے شیش خواندہ

این الف لاسے کہ استغراق راست حکم با حق معنی اطلاق راست

غناء ایجاد ہر عالم یکے است مگر دو صد عالم بود خاتم یکے است

مثلاہ اندر کمال ذاتی است لاہوم - منش - محال ذاتی است

زین حقیقت ہر محروم و السلام نامہ را دو دو می نوردم والسلام

زیر نظر کتاب جمعیت اشاعتِ اہلسنت کے تحت شائع ہونے والی - وہی کتاب

ہے - ہم خصوصی طور پر منقولہ اسلاک مشن، ایک نیویارک کے کاتبوں نے ہمیں اس

کتاب کہ بطور ملت اشاعت شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کتاب پر جمعیت اشاعت

اہلسنت پاکستان کے شعبہ دارالتحقیق کے ممبران نے احادیث و آیت قرآنی کی تخریج کروا کر سنے

انداز میں کیوں کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور

حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث سید محمد مدنی کچھوچھو اشرافی کے روحانی و نورانی فیوضات سے

ہمیں مستفیض فرمائے۔ آمین

محمد رفیع راشدی غفرلہ

مقدمہ

عقیدہ ختم نبوت، اسلام کے ان چند بنیادی عقائد میں سے ہے جن پر امت کا اجتماع رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بد قسمتی سے ملت اسلامیہ کو کئی ایک فرقوں میں بانٹ دیا گیا ہے یا کئی ایک فرقوں میں بٹ گئی ہے، جس کی پاداش میں اسلام بد مسلمانوں کا بہت نقصان بھی ہوا ہے۔ لیکن اسے تمام اختلافات و انتشار کے باوجود اسلام اور بدعتی فرقوں، دیگر کلمہ کو مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خدا کے آخری رسول اور نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔۔۔۔۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ گذشتہ چودہ سو سال سے، جس بدعت نے بھی دعوائے نبوت کیا تو اسے کافر و مرتد قرار دے دیا گیا۔۔۔ اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے اسکو جہاد خاک کر دیا گیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیدہ کذاب کی جھوٹی نبوت کو کثیر کردار تک پہنچانے کیلئے سیدہ صمدیق اکبر ﷺ نے نتائج کی پروا کئے بغیر اس پر لشکر کشی فرمائی۔ اور اس جھوٹے مدعی نبوت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باوجود یکہ اس میں سے شمار کا برصغیر اجلہ فقہاء اور حفاظ و فخر او صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے اور اسلام کو ایک ناقابل حلالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن سیدہ صمدیق اکبر ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کیلئے اتنی بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ فرمایا اور ہفتوں کی سرکوبی کو ضروری سمجھا۔ آپ نے اپنے نواسی سے دیکھا کیا تھا کہ اگر آج ان **فتن کا سردار** نہ ملایا اور حضور گذرے کا کام لیا کیا تو مستقبل میں نہ جانے کتنے جوجہار ان نبوت پیدا ہو گئے، **کامیابی اسلام میں دشمنانہ مزاحمت** ہوگا اور پھر اسلام جس کی بپاری باقی اسلام ﷺ نے اپنے خون جگر سے کی ہے، قرآن و حدیث میں کی طرح مرہا جائے گا۔ علامہ طبری کی تصریح کے مطابق سیدہ کذاب کے یہاں جواز ان رائج تھی اس میں **الْفُضْلَةُ أَوْ مُتَعَدَّةٌ وَتُسَوَّلُ اللّٰهُ لَهَا** کہا جاتا تھا۔۔۔۔۔ ہائیں ہم۔۔۔۔۔ سیدہ صمدیق اکبر ﷺ نے اس کو کافر و مرتد اور واجب القتل جانا اور اس وقت تک آرام کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اس نے مرگھٹ میں نہیں پلٹی گئی۔

مذکورہ بالا تبلیغ کی روشنی میں میرے معروضات کا مطلب صرف یہ ہے کہ صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم اجمعین نے معاملہ تحقیق رسالت میں کسی کی زبانتہ زندگی، غماز، روزہ، حج و زکوٰۃ اور دیگر معاملات کو اہمیت نہ دی بلکہ ماموس رسالت کیلئے ان ہفتوں کی سرکوبی کو بہت ضروری تصور کیا۔ چنانچہ یہاں اوقات انھیں دارورن کی منزلوں سے گزرنا پڑا۔ ہزار آفتوں اور مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود ماموس رسالت پر اپنے آپ کو قربان کر دیا ہی ان حضرات نے اپنی زندگی کی معراج سمجھا۔

تاہم ۱۸۵۷ء سے پیشتر مسلمان ہندو بڑی کبھی کی زندگی گزار رہے تھے۔ اس وقت کوئی شخص یہ نام تو حیدر، تحقیق رسالت یا یہ مہارت دیگر عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہوا دے رہا تھا۔ کہنے کیلئے تو یہ شخص ان لفظوں سے خدا کی قدرتوں کا اعلان کر رہا تھا کہ خدا اگر چاہے تو ایک لفظ "کن" سے "کر" و "موجر" پیدا کر ڈالے۔ بظاہر دیکھتے ہیں یہ مہارت خدا کی لامحدود قدرتوں کا اعلان کر رہی ہے۔ لیکن درحقیقت۔۔۔۔۔

کوئی معشوق ہے اس پردہ زندگی میں

۔۔۔۔۔ کے مطابق، اپنی نبوت کی مارکیٹنگ کیلئے پر تول رہا تھا۔۔۔۔۔ اسلئے کہ اگر "کر" و "موجر" ہو گئے تو وہ "موجر"وں "خاتم النبیین" ہو گئے یا نہیں؟ اگر "خاتم النبیین" ہو گئے تو یہ مہارت بالکل غلط اور بے کاری ہو کر رہ جاتی ہے اور اگر نہیں ہو گئے تو معاذ اللہ۔۔۔۔۔ ان تمام لوگوں کو، ان کی اپنی نبوت کا بڑی طبع آزمائی کا موقع مل جائیگا۔

علامہ کرام اللہ شمس افسر ازہم نے اس عبارت اور اس قبیل کی دیگر عبارتوں پر نہ بد دست گرفت فرمائی۔ علامہ عالم اسلام نے درحکم طریقہ ان سے ان کی تردید کی اور ساری دنیا میں ان عقائد اور ان کے قہمیں کو مجبور کیا گیا، کہ تحقیق ماموس رسالت کے سبب ان لوگوں نے اپنا رشتہ اسلام سے منقطع کر لیا ہے۔ جب تک وہ اپنے ان عقاید باطلہ سے توبہ سمجھ کر کے اپنا رشتہ اسلام سے منسلک نہ کر لیں، مسلمان ان سے اجتناب اور دوری رکھیں گے۔

لیکن ایک بھیجی ہوئی اسکیم کے تحت عوام الناس کی توجہ ہٹانے کیلئے کچھ حضرات نے فکر اور رنمازی آؤٹریچ، میدان میں اپنے مذہب کی خاموش تبلیغ شروع کر دی۔ ابتداء یہ حضرات اپنے کو

لہذا وہ گاہانہ گاہت کہہ کر مسلمانوں کی مسجدوں میں آ کر نماز پڑھ دینا اور آخرت کی تکلیف شرف کر دیتے ہیں۔ فکر آخرت سے غافل، اگر کوئی مسلمان ان کے دام تیرہ کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر دھمکے دھمکے ان کو خدا کا خیال میں سہوا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔ لیکن کیا وہ خیالات اسلامی ہوتے ہیں؟ نہیں اور بالکل نہیں! اس کا جواب زیر نظر تقریر بھی دے رہی ہے۔۔۔ اور یہ حضرات ان سادہ لوح مسلمانوں کو لکھنوار کی غشی میں لپیٹا، اپنا زہر دھور دھور اور معنوی تقدس کے چار میں لگا کر اسلام و باطنی اسلام ﷺ سے دور کی ایسے موڑ پر چمڑ دیتے ہیں، جہاں سے پلٹ کر آنا اس شخص کیلئے ناممکن اور محال ہوتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نے شخص کو مرنے کیلئے تاجڑیں اور مسبلہ کلاہ، اسو حشی اور دیگر بدعیان نبوت کا لہجہ کا شرف بھی دیکھ چکے ہیں، پھر کسی اپنے شیخ اور علماء کو مرنے کی پوری برادری سر جود کر بیٹھنے کی اگڑاٹیاں لے رہا تھا تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے یادوں کی پوری برادری سر جود کر بیٹھنے کی اور آپس میں کہنے لگے کہ حضرت مولانا رفیع الدین، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مکلف ہے کہ:

”حضرت مولانا محمد قاسم خان دہلوی، باطنی دارالعلوم دیوبند کی قبر، یمن کی مٹی کی قبر میں ہے“

(مبشرات دارالعلوم دیوبند، صفحہ ۳۶)

قادر نہیں کر اس! ام عبارت کی وضاحت یہ کوئی تہرہ کرنے سے پیشتر یہ چاہوں گا کہ
مذہب و ممالک جات کی روشنی میں آپ حضرات تک یہ بات پہنچا دوں کہ یہ حضرات کس منصب اور
مقام کے خدایاں ہیں؟ حتمی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ منصب نبوت ان کا آخری نشانہ ہے، لیکن اس
منصب کی طرف پیش قدمی ضروری تھی ہے۔

چنانچہ مولانا کا حکم نافذ ہونے کے حامی امداد اللہ مہاجر مکی بمبئی اپنے عقیدہ کے پیش
 وکالت کی کہ جہاں جیسا نیکر دیکھا، ایک مصیبت ہوئی ہے۔ اس قدر گرائی کہ جیسے سوسن کے پتھر
 کسی نے رول دیئے۔ زبانِ علم پرست ہوا ہے۔ حق کے پیش کے جہاں فرمایا کہ نبوت کا
 آپ کے قلب پر فیشان ہوتا ہے۔ اور یہ فتنل (جو) ہے حضور ﷺ کی وقت محسوس ہوتا
 قہار تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں کے لیا جاتا ہے۔ (سوانحی، جلد ۱، صفحہ ۸۱۸-۸۱۹)

بات بڑوں پر غصہ نہیں ہوتی بلکہ اکابر و اصاغر سب ہی اس منصب کے حصول کیلئے
بستقرار نظر آتے ہیں۔ مملوکیات الیاس کا حربہ بدعتی کر رہا ہے کہ ﴿مُحْتَسِبٌ خَيْرَ أَهْلِهِ﴾
۔۔۔ الایہ کی تفسیر خواب میں اللہ تعالیٰ کہ تم شریعت انبیاء علیہم السلام کے واسطے ظاہر
کئے گئے ہو۔ (مملوکیات و مصلحت)

مزید برآں اپنے تئیں اور تھیں ہی کا کرنا، انہیں یہ کام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ان کے نام ایک جھنڈی سرسلا میں موصوف نے فرمایا: اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لین نہیں چاہتے تو چاہے انہیں بھی سختی و کوشش کی یہ سب بھی درمیں مل سکتا۔ اور اگر کہیں چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی کام لے لیں جو انہیں دے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتب الیاس، ج ۱، ص ۱۰۷)

علامہ ازہرین رحمۃ اللہ علیہ نے جو ہند کا اقبال بیان کیا:

(۱) جس میں لوگوں کے اعمال کو بتایا گیا کہ بسا اوقات امتوں کے اعمال، انبیاء کے اعمال کے مساوی ہی نہیں، بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔۔۔۔۔

[illegible]

بڑا ہو اسلام چڑاری اور رسول و وحی کا کہ جس نے امت میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کیلئے نیت سے گوشے پیدا کئے۔ اور آج بھی ایک مخصوص طبقہ اپنا سارا ذرواں بات پر صرف کر رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے رسول ﷺ کو بے اختیار، ذرہ ناچیز سے کترا کرے اور پست میں ڈالے گا۔ میں کامیاب ہو سکے۔ لیکن اس کی دوسری سمت خدا مستوی کی ایک ایسی جماعت بھی ہے جو آراء و آراء میں سے دور و کرامت کے درود و کرب کو اپنے دل میں محسوس کر رہی ہے اور امت مسلمہ کو متحدہ و متفق رکھنے اور تعلق ختم نبوت کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں اور فکری کاوشوں کو بروئے کار لگا کر اسلامیان عالم پر زبردست احسان فرارہی ہے۔ پروردگار عالم کا کروڑوں احسان ہے کہ امت محبوب ﷺ میں ایسے اولوالعزم اور جواں ہمت قافلہ سالاروں کو پیدا فرمایا ہے جو تبلیغ دین و ملت کی سیاسی میں نئے حوصلہ شکنی کا اظہار کرتے ہیں اور نئی آبد پانی کا کھنڈر۔

اپنے صحرائی محبت آہو ابھی پاشیدہ ہیں

بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی غرابیدہ ہیں

حضرت مفتی مدظلہ العالی نے قرآن و احادیث کی روشنی میں حقائق کو واضح فرمایا اور ان فتنہ پرور چروں کو بے نقاب کر دیا جو عوام الناس کو بے تاثر و پستے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امکان کذب باری تعالیٰ و ممالک انبیاء اور عقیدہ و حق تعالیٰ کی بخشش ہیں۔ درحقیقت یہ فرنگی فتنہ پرور و ذہنیت کی آڑ میں ہوئی ایسی چنگاریاں ہیں جو مسلمانوں کے قلوب سے روح اسلام کو کھانے کیلئے کسی وقت بھی آتش بار شعلوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

لعلہ اللعل بہ نور محمد بن طلوی

مطہر دہلی سورگول اسلامک مشن، ایک

۲۰ شعبان ۱۴۳۵ھ، ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۴ء

نور پارک، پوائس اے



﴿مَنْ كَانَ مَعَهُ مِثْقَلُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ يَرَهُ﴾ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ﷺ﴾
 قیمتی باتوں کو منگھوک ڈالنے کا شارب فنون لطیفہ میں ہو چکا ہے اور اسے ریسرچ کا خوبصورت نام دیا جاتا ہے۔ اسی پر ڈاکٹر بیٹ کی ڈگریاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔ آج ارشاد قرآنی میں مذکور لفظ ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے کو بے جا بحث کی سولی پر لٹکایا جا رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حضور خاتَمُ النَّبِيِّينَ تو ہیں مگر "خاتم" کا وہ معنی نہیں ہے جو آج تک سمجھا گیا ہے۔ بلکہ اس کا صحیح معنی وہ ہے جس کی بنیاد پر اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی آ جائے، جب بھی رسول کریم علیہ التسلیم ہی "خاتم" رہتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کا معنی وہ نہیں ہے جو آج تک لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ آپ کو رسالت ملی نہیں۔ صرف لفظ "خاتم" ہی پر یہ طبع آزمائیاں نہیں ہو رہی ہیں بلکہ مبہم نبوت کی بھی عجیب و غریب تشریح کی جا رہی ہے۔ اور نبوت بالذات، نبوت بالعرض، حقیقی نبوت، مجازی نبوت، واسطی نبوت اور ظنی نبوت و بزدوری نبوت کی نئی نئی اصطلاحیں اختراع کی جا رہی ہیں اور اپنی اختراعات کو سنانے کے لئے "نافی البشری" لب و لہجہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان جدید محققین کے قاسم خیالات و آراء کو سامنے لانے سے پہلے ارشاد خداوندی میں مذکور لفظ ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے معنی مراد کو تفسیر و احادیث کی روشنی میں ظاہر کر دیا جائے۔

تفسیر قرطبی

تفسیر میثاق پروری.....

﴿وَعَاتِمَ النَّبِيِّينَ﴾ لَأَنَّ النَّبِيَّ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ بَعْدَهُ نَبِيًّا آخِرُ فَقَدْ بَرَكَ
بَعْضُ الْبَيَانِ وَالْإِشْرَادِ إِلَيْهِ بِخِلَافِ مَا لَوْ عَلِمَ أَنَّ خَتَمَ السُّورَةِ عَلَيْهِ
﴿وَوَكَّانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ وَمِنْ حِمْلَةِ مَعْلُومَاتِهِ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَ
مُحَمَّدٍ ﷺ (۱)

(اور آخری نبی) اس لئے کہ جب نبی کو یہ علم ہو کہ اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث
ہوئے والا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ارشاد و بیان کی بعض باتوں کو نظر انداز کر دے
بتلاف اس کے کہ اگر اسے یہ علم ہو کہ نبوت اس پر ختم ہے۔ (اور اللہ ہر شے کا
جاننے والا ہے) اور اس کی جملہ معلومات میں سے یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ کے بعد
کوئی نبی نہیں۔

تفسیر کبیر.....

﴿وَعَاتِمَ النَّبِيِّينَ﴾ وَذَلِكَ لِأَنَّ النَّبِيَّ إِذَا بَيَّنَّ بَعْدَهُ نَبِيًّا فَإِنَّ تَرْكَ
شَيْعًا مِنَ التَّصْحِيفَةِ وَالْبَيَانِ يَسْتَدْرِكُهُ مِنْ بَيَانِ بَعْدِهِ، وَأَمَّا مَنْ لَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أَمْنِهِ وَأَعْدَى لَهُمْ وَأَجْدَى، إِذْهُوَ كَوَلَدٍ لَوْلَدِهِ
الَّذِي لَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ مِنْ أَحَدٍ، وَقَوْلُهُ: ﴿وَوَكَّانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمًا﴾ يَعْنِي عِلْمَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ دَخَلَ فِيهِ أَنَّ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (۲)۔

(اور آخری نبی) اور وہ اس لئے کہ وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی ہو اگر صحت و
بیان میں سے کچھ ترک فرما دے تو آئے والا نبی اس کی تلاقی فرما دے گا۔ لیکن

(۱) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان علی حاشیہ جامع البیان فی تفسیر القرآن المحملہ

(۱۰)، الجزء (۲۲)، سورة الأحزاب ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

(۲) التفسیر الکبیر، المحملہ (۹)، الجزء (۲۵)، سورة الأحزاب ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵

وہ جس کے بعد کوئی نبی آئے والا نہ ہو وہ اپنی امت پر نہایت درجہ شفق اور کامل
ہدایت فرمانے والا اور بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہو گا اس لئے کہ وہ جس اس
باپ کے ہوگا جس کے بچے کا کوئی مرئی نہ ہو اور ارشاد و بانی (اور اللہ ہر شے کا
جاننے والا ہے) یعنی اس کے ہر شے کے علم میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ ﷺ
کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر ابوسعود.....

﴿وَعَاتِمَ النَّبِيِّينَ﴾ أَيْ كَانِ آخِرَهُمُ الَّذِي خَتَمَ اللَّهُ، وَقَرَّبَى بِكُسْرٍ
الْشَّاءِ أَيْ كَانِ خَاتَمَهُمْ، وَيُؤَيِّدُهُ قِرَاءَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ: "وَلَكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ
النَّبِيِّينَ" وَلَا يَفِدَحُ فِيهِ تَرْوُلُ عَيْسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، لِأَنَّ مَعْنَى كَوْنِهِ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ، أَنَّهُ لَا نَبِيَّاءَ أَحَدَ بَعْدَهُ وَعَيْسَى مَعْنَى نَبِيٍّ، قَبْلَهُ..... (۱)

(اور آخری نبی) یعنی آپ ﷺ آخراً نبیاء ہیں جن پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا
ہے۔ اور ایک قرات میں "شاء" کے ذریعے ساتھ ہے، یعنی آپ انبیاء کو ختم
فرمانے والے ہیں۔ "عاتم" میں "شاء" پر ذریعہ الی قرات کی تائید حضرت ابن
مسعود کی قرات "وَلَكِنْ نَبِيًّا خَتَمَ النَّبِيِّينَ"..... (لیکن ایسے نبی جنہوں نے
انبیاء کو ختم فرما دیا) سے بھی ہوتی ہے۔ (۲) حضرت ﷺ مذکور بالا آیت میں
خاتم الانبیاء ہیں) حضرت عیسیٰ کے نزول سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس
لئے کہ آپ کے "عاتمِ النَّبِيِّينَ" ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو
نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ وہ گئے حضرت عیسیٰ، تو انہیں تو آپ سے
پہلے نبوت عطا فرمائی گئی۔

(۱) تفسیر ابی السعد، الجزء (۴)، سورة الأحزاب ۲۱۲، ص ۲۱۳

تفسیر مدارک.....

﴿وَحَاسِبِ النَّبِيِّينَ﴾ بفتح الحاء عاصم بمعنى الطابع، أى أحرهم
بمعنى لا يبيد أحد بعده، و عيسى من نبى قبله وغيره يكسر التاء
بمعنى الطابع و فاعل الحتم، و نفيه فراءة ابن مسعود "وَلَكِنْ نَبِيًّا
حَقَمَ النَّبِيِّينَ" (۱)

(اور آخری نبی) قرآن عام میں "نساء" کے زیر کے ساتھ طالع کے معنی میں
یعنی انبیاء کے آخر یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ
ان میں سے ہیں جنہیں آپ سے قبل نبوت عطا کی گئی۔ عاصم کے سوا
اس کا طالع کے معنی میں تم کا فاعل قرار دیتے ہیں (یعنی "حاتم" کو "نساء" کے
زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں) جس کو حضرت ابن مسعود کی قرات، "وَلَكِنْ نَبِيًّا
حَقَمَ النَّبِيِّينَ" سے توفیق ملتی ہے۔

تفسیر روح البانی..... (۲)

﴿وَحَاسِبِ النَّبِيِّينَ﴾ و كونه ﴿حَاسِبِ النَّبِيِّينَ﴾ مضافاً به
الكتاب، و صدعت به السنة، و أجمعت عليه الأمة في كبر مدعى
علائقه، و يقتل إن أصرت، و من السنة ما أخرج أحمد، و البخارى، و
مسلم، و النسائي، و ابن مرفوع عن أبي هريرة أن رسول الله قال:
مَنْ لِيٍّ وَ مَنْ لِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَنْ لِيٍّ وَ مَنْ لِيٍّ فَإِنَّهُ قَدْ خَسَنَ وَ
أَخْسَنَهُ إِلَّا مَنْ لِيٍّ مِنْ رَأْيِي مَنْ رَأَى نَفْسَهُ فَحَقَلَ النَّاسَ يَقُولُونَ بِهِ وَ
يَتَعَمَّقُونَ لَهُ وَ يَقُولُونَ هَذَا وَ شَعَتِ هَذِهِ اللَّيْنَةُ ؟ فَأَنَا اللَّيْنَةُ، وَ أَنَا حَاتِمٌ

(۱) تفسیر مدارک القزلب علی حاشیہ الحجاز، المجلد (۳)، سورة الأحزاب، ص ۵۰۳

(۲) تفسیر روح البانی، الجزء (۲)، سورة الأحزاب، ۴۰/۱۳، ص ۳۰۰

النَّبِيِّينَ (۱)، و صرح عن جابر مرفوعاً نحو هذا (۲) و كذا عن أبي ابن
كعب (۳) و أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنهم (۴)
﴿وَحَسِبَ اللَّهُ بَیْكَ شَيْءًا﴾ اعلم من أن يكون موجوداً، أو معدوماً
﴿وَعَلَيْكُمْ﴾ فنعلم سبحانه الحكمة فی كونه علیه الصلوة
و السلام حاتم النبیین.....

(اور آخری نبی) آپ کا آخری ہونا ان امور میں سے ہے جن پر اللہ

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب المناقب، باب حاتم النبیین (رقم: ۳۵۳۵)
میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ حاتم النبیین (رقم: ۲۲۸۶-۲۲)، میں،
احمد نے "مسند" کتاب باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند السابق (رقم: ۸۹۱۷)، اور ابی نے
"مسند الکبری" (بسم: ۱۱۴۲۲) میں باخلاف الفاظ روایت کیا اور ابی الدین حمزہ نے "مشکوٰۃ
المصابیح" (بسم: ۶۰۷۴۴) میں نقل کیا ہے۔ ابی حاتم حدیث ابی ہریرہ کے نبی الامام بخاری نے اپنی
تفسیر "لدر المنثور" (الجزء السادس، سورة الأحزاب، ۴۰/۱۳، ص ۵۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲) حدیث یازار کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب المناقب، باب حاتم النبیین (رقم: ۳۵۳۵)
میں، مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ حاتم النبیین (رقم: ۲۲۸۶-۲۲)،
میں، ابی نے اپنی "جامع الترمذی" کے کتاب المناقب، باب فی فضل نبی (رقم: ۳۶۱۳)، میں، احمد
نے "مسند" کے کتاب المکثرین، باب سند جابر بن عبد الله (رقم: ۸۹۱۷)، میں روایت کیا ہے اور
امام بخاری نے "لدر المنثور" (۵۴۱/۶) میں نقل کیا ہے۔

(۳) حدیث ابی ہریرہ کے امام بخاری نے "مسند" کے کتاب مسند الأنصار، باب حدیث الطفیل بن
ابی بن کعب عن ابيه (رقم: ۲۰۷۳۷)، میں روایت کیا ہے اور امام بخاری نے "لدر المنثور" (۵۴۱/۶)
میں نقل کیا ہے۔

(۴) حدیث ابی سعید الخدري کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ حاتم
النبیین (رقم: ۲۲۸۶) میں، احمد نے "مسند" کے کتاب باقی مسند المکثرین، باب مسند ابی
سعيد الخدري (رقم: ۱۰۶۸۳)، میں روایت کیا ہے اور امام بخاری نے "لدر المنثور" (۵۴۱/۶) میں
ذکر کیا ہے۔

کی کتاب ناقص ہے اور سنت ہے جسے خوب خوب ظاہر کر دیا ہے اور امت کا جس پر اجماع ہو چکا ہے۔ پس اب جو آپ کو آخری نبی نامانے وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ تو پیش کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ سنت ہے وہ جسے حضرت ابو ہریرہؓ سے احمد و بخاری و مسلم و نسائی اور ابن مردودہ نے تخریج کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اس شخص کی مثال جس نے ایک بہت ہی حسین و جمیل مکان تیار کر لیا مگر اس کے گوشوں میں سے کسی ایک گوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ لی ہی خالی رکھی۔ جب لوگوں نے اس مکان کو دیکھنے کے لئے اس کا پکارا تو وہ اس خالی جگہ کو دیکھ کر حیرت و استعجاب میں کہہ پڑے تو نے یہ اینٹ کیوں نہیں رکھ دی۔ تو میں (خاتم نبوت کی) آخری اینٹ ہوں۔"

حضرت جابرؓ سے بھی مرفوعاً یہ روایت ہے۔ ایسے ہی حضرت ابی ابن کعب اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے بھی اس (حدیث کو) کی روایت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (اور اللہ رب کے) خواہ وہ موجود ہو یا معدوم (جانتے والا ہے) پس اللہ تعالیٰ جانے جانتا ہے۔ کہ حضور کے آخری نبی ہونے میں شکست کیا ہے۔

مجھ کو مسلم کے حوالے سے آیت ﴿وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے تحت "تفسیر قرطبی" (۱) میں بھی حضرت جابرؓ کی مذکور روایت (یعنی حدیث کو) منقول ہے۔ مفہوم وہی ہے مگر لفظوں کا تھوڑا فرق ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے آخری کلمات یہ ہیں۔

لَمَّا مَوْضِعُ الْمَلَأَةِ جُثَّتْ فَخَسَّتِ الْأَنْبِيَاءُ

تو میں نے اسی اینٹ کی جگہ تشریف لے کر انبیاء کے آنے کے سلسلے کو ختم کر دیا

تفسیر ابن کثیر (۱) میں بخاری (۲) و مسلم (۳) اور ترمذی (۴) کے حوالے سے حضرت جابرؓ کی جو روایت منقول ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

لَمَّا مَوْضِعُ الْمَلَأَةِ جُثَّتْ بِرَأْسِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، مجھ پر انبیاء کی آمد کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا

تفسیر ابن کثیر (۵) میں اسی آیت ﴿وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے تحت حضرت ابن ابی کعبؓ، حضرت جابر ابن عبد اللہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ (۶) کی روایتیں (حدیث کو) منقول ہیں۔ سب کا حاصل و خلاصہ ایک ہی ہے۔ ان روایتوں سے اس بات کی وضاحت بخیر و خوبی ہو جاتی ہے کہ غرضاً صاحب کتاب ﷺ نے کتاب الہی میں ارشاد فرمودہ لفظ ﴿وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی "آخری نبی" ہی بتایا ہے۔

"تفسیر روح البیان" میں ہے کہ۔۔۔

لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ اسْتَغْرَبَ الْكُفَّارُ كَوْنَ بَابِ

النَّبُوَّةِ مَسْدُوداً فَضَرَبَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِهَذَا مَثَلًا لِيَنْتَفِرَ قِي

(۱) تفسیر ابن کثیر، المجلد (۳)، سورة الأحزاب ۴۳، ص ۴۹۴

(۲) صحيح البخاری، (رقم: ۳۵۴۱) (۳) صحيح مسلم (رقم: ۲۲۸۷-۲۲)

(۴) جامع الترمذی (رقم: ۳۶۱۳)

(۵) تفسیر ابن کثیر، المجلد (۳)، سورة الأحزاب ۴۳، ص ۴۹۴-۴۹۵

(۶) حدیث ابی ابن کعب کا نام امامت "مسند" (رقم: ۲۰۷۲۷) میں حدیث جابر کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" (رقم: ۳۵۲۱) میں ترمذی نے "جامع الترمذی" (رقم: ۳۶۱۳) میں امامت "مسند" (رقم: ۸۹۱۷) میں حدیث ابی سعید کا نام مسلم نے اپنی "صحیح" (رقم: ۲۲۸۷-۲۲) میں امامت "مسند" (رقم: ۱۰۶۸۳) میں حدیث ابی ہریرہ کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" (رقم: ۳۵۲۵) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" (رقم: ۲۲۸۷-۲۱) میں شانی نے "سنن الکبریٰ" (رقم: ۱۱۴۲۲) میں احمد نے "مسند" (رقم: ۸۹۱۷) میں روایت کیا ہے۔

انفسهم وقال: "مَنْزِلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَلْبِي كَمَنْزِلِ رَجُلِي بَلَى نَبِيًّا فَأَخْسَنَتْهُ وَأَخْسَلَتْهُ إِلَّا تَوَجَّعَ لَيْلَةً فَتَحَفَّلَ النَّاسُ بِطُفُولٍ بِهِ وَتَتَعَفَّفُونَ لَهُ وَتَقُولُونَ عَلَا وَخَسَفَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةُ؟ فَأَمَّا اللَّيْلَةُ، وَأَمَّا خَاتَمُ السَّيِّئِينَ" (۱)
جب ارشاد باری ﴿وَحَاتَمُ السَّيِّئِينَ﴾ نازل ہوا تو کار کو روزانہ نبوت کا بند ہو جانا عجیب سا لگا، تو حضور ﷺ نے بطور مثال اس کو پیش کیا تاکہ ان کے نفوس میں یہ حقیقت اچھی طرح جم جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس مرد کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک بہت ہی حسین و جمیل مکان بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی اور لوگوں نے اسے دیکھنے کے لئے پتھر لگنا شروع کیا اور اس بنانے والے پر تعجب کرنے لگے اور بول پڑے تو نے اس اینٹ کو کیوں نہیں رکھا؟ (اس کے بعد حضور نے فرمایا) کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں تمام انبیاء کا "خاتم" (یعنی آخری نبی) ہوں۔"

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن کریم جس ماحول اور جس زبان میں نازل فرمایا گیا ہے، اس ماحول کے رہنے والے اور اس زبان پر کمال مہارت رکھنے والے اصحاب زبان، کفار نے بھی ارشاد فرمایا کہ ﴿وَحَاتَمُ السَّيِّئِينَ﴾ کا معنی یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ "آخری نبی" ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ جیسا کہ ان کو روزانہ نبوت کے مسدود ہو جانے پر حیرت لاحق ہوئی۔ اور پھر سرکار رسالت ﷺ نے بھی تمثیلات کے ذریعہ اس مفہیم کو ان کے ذہنوں میں اتار دیا اور اپنا "خاتمُ السَّيِّئِينَ" بمعنی "آخری نبی" ہونا ظاہر فرمادیا۔

تفسیر ابن کثیر

فہذہ الآية تنص فی آتہ لانی بعدہ وإذا کان لانی بعدہ فلا رسول

(۱) تفسیر روح البیان، المجلد (۷)، الجزء (۲۲)، سورة الاحزاب، ص ۱۸۸

بالطریق الأولى والأحدی، لأن مقام الرسالة أحص من مقام النبوة فإن كل رسول نبي ولا ينعكس وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول الله ﷺ من حديث جماعة من الصحابة ؓ وقد أخبر الله تعالى في كتابه ورسوله ﷺ في السنة المتواترة عنه "لانی بعدہ" ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب أمّاك دخال حال مضل۔ (۱)

پس یہ آیت "خاتمُ السَّيِّئِينَ" اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر آپ کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا چاہیہ ادنیٰ اور بطریق انب ثابت ہو گیا۔ اس لئے کہ مقام رسالت، مقام نبوت سے خاص ہے، کیوں کہ ہر رسول نبی ہے اور اس کا انب نہیں کہ ہر نبی رسول ہو۔ آپ کے آخری نبی ہونے سے متعلق رسول کریم ﷺ سے متواتر حدیث مروی ہیں، جن کو صحابہ ؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم ﷺ نے اپنی امت متواتر میں، بخبردی ہے کہ "آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی" نہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ آپ کے بعد جس نے اس مقام کا دعویٰ کیا وہ بے لے درجہ جگہ ہونا، بہتان طرز کا دھماکا، گمراہی اور گمراہی کا نذر ہے۔

تفسیر روح البیان

﴿وَحَاتَمُ السَّيِّئِينَ﴾ قراء عاصم بفتح التاء وهو آتة الختم بمعنی مایختم بہ کا طابع بمعنی ما یطبع بہ والمعنی وکان آخرهم الذی ختموا بہ : وبالفارسیة [مہر پیغمبران یعنی بد و مہر کردہ شد ذر

(۱) تفسیر ابن کثیر، المجلد (۳)، سورة الاحزاب، ص ۱۹۳

لیوت و پیغمبران را بدو ختم کرده اند] و قراء الباقون یکسر التاء
 ای کتاب خاتمہم ای فاعیل الختم بالمفارسیہ [مہر کنندہ پیغمبر
 است] و هو بالمعنی الأول لخصاً و فی "مفردات" لآۃ ختم النبوة
 ای تَمَّتْ بمعنیہ..... وبالجملة قوله : ﴿وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ بقید
 زیادة الشفقة من جانبہ والتعظیم من جهةہم لأن النبی الذی بعدہ
 نبی بحوزان یتروک شیباً من الصبیحة والبیان لأنها مستدرکة من
 بعدہ، وأما من لانی بعدہ فیکون أشق علی أمته وأعدی بہم من
 کل الوجہ..... ﴿وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ فیعلم من بلیق
 بأن یختم بہ النبوة و کیف ینبی لشیانہ ولا یعلم أحد سواہ ذلك،
 قال ابن کثیر فی تفسیر هذه الآية : ہی نفس علی أنه لانی بعدہ.....
 قال فی بحر الکام..... قال أهل السنة والجماعة : لانی بعد نبینا
 لقوله تعالى : ﴿وَلَكِنْ رُسُلُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ وقوله علیہ
 السلام : ﴿لَآ نَبِیَّ بَعْدِیَ﴾ ومن قال : بعد نبینا نبی یکفر لآۃ
 الشکوۃ، وكذلك لو شئت فیہ لأن الحجة تین الحق من الباطل و
 من ادعی النبوة بعد موت محمد لا یكون دعواه إلا باطلاً انتهى، و
 نبیاء رجل فی زمن ابی حنیفة وقال : أمهلونی حتی أھی، بالعلامات،
 فقال أبو حنیفة : من طلب منه علامة، فقد كفر، لقوله علیہ السلام :
 ﴿لَآ نَبِیَّ بَعْدِیَ﴾ كذلك فی "منساب الإمام" و فی "الفتوحات
 العکبیه" (ص ۱۸۸)، قال فی "هدیة المہدیین" : أما الإیمان بسیدنا
 محمد علیہ السلام فإنه یحب بأنه رسولنا فی الحال و خاتم الأنبیاء
 و الرسل، فإذا امن بأه رسول ولم یؤمن بأنه خاتم الرسل لانسخ

لنبینہ إلى يوم القيامة لا یكون مؤمناً و قال فی "الأنبیاء" (۱) فی
 کتاب السیر، إذا لم یعرف أم محمداً علیہ السلام آخر الأنبیاء فلیس
 بمسلم، لأنه من الضروریات..... (۲)
 (اور آخری نبی) قرأت عامم میں لفظ "خاتم" کی "تاء" پر "زیر" ہے۔
 "خاتم مفتوح التاء" "آخر ختم" یعنی جس سے مرثیت کی جائے جیسے طابع
 "صابط ہے" کے معنی میں اس صورت میں ارشاد قرآنی کا معنی یہ ہے کہ
 حضور ﷺ آخر الأنبیاء ہیں جن پر جملہ انبیاء کو ختم فرمادیا گیا۔ زبان فارسی میں
 قرأت عامم کی بنیاد پر ﴿وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ کا معنی "پیغمبر ختم ہوا" ہے یعنی
 آپ سے دروازہ نبوت پر مرثیت کر دی گئی ہے اور آپ کی ذات سے جملہ
 پیغمبروں کو ختم فرمادیا ہے۔ چھوڑنے لفظ "خاتم" کو "تاء" کے "زیر" کے
 ساتھ پڑھا ہے اس کا معنی بھی ایک وہ ہے جو "خاتم مفتوح التاء" کا ہے۔
 یعنی "مہر کنندہ پیغمبر" یا "پیغمبروں کے سلسلہ آمد پر مہر لگانے والے" امام
 راغب کی "مفردات القرآن" میں ہے کہ آپ "خاتم النبیین" ہیں اس
 لئے کہ آپ نے نبوت کو ختم فرمادیا اور آپ کی تحریف آدمی سے نبوت درجہ
 کمال تک پہنچ کر مکمل ہو گئی۔
 الخاصل.....

ارشاد قرآنی ﴿وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ اگر ایک طرف یہ ارشاد کر رہے کہ آپ امت پر نہایت
 شفیق ہیں تو دوسری یہ بھی ہدایت فرما رہے کہ امت کو آپ کی نہایت تعظیم کرنی چاہئے، اس لئے کہ
 جس نبی کے بعد کوئی نبی ہو جائے کہ وہ نہایت و ارشاد سے کچھ امور سے صرف نظر کر لے، اس

(۱) الأنبیاء و الطہار، الفن الثانی، القوائد، کتاب السیر، ص ۲۲۲

(۲) تفسیر روح البیان، المجلد (۷)، الجزء (۲۲)، سورة الاحزاب، ص ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹

خیال سے کہ بعد میں آنے والا اس کی حلائی کر دے گا۔ لیکن وہ نبی جس کے بعد کسی نبی کے آنے کا سوال نہ ہو، اس کی شفقت اپنا امت پر نیز اس کی ہدایتیں پس منجلی لُحْزُوہ کال کو عمل ہوں گی۔ (اور اللہ ہر شے جاننے والا ہے) پس وہ جانتا ہے کہ ان بات کا لائق ہے کہ اس پر نبوت فخر دی جائے اور "خَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ" کی کیا شان ہونی چاہیے، یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت کی تفسیر علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نرس ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ "بہر الکلام" میں ارشاد فرمایا: اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس پر ارشاد ربانی ﴿وَلَا یَكُنْ زُیْلٌ لِّیْهِ وَخَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ مطلق ہے اور ارشاد رسول "لَا نَبِیَّۤیْنِۨۤیْ نَعْبُدُ" شاہد ہے۔ الفرض۔ قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں۔ لہذا جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کہے یا ہمارے نبی کے آخری نبی ہونے میں شک کرے، وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ جنت کے حق و باطل کو واضح کر دیا ہے۔ پس حضور کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ جلاشیدہ باطل ہی ہے۔ انہی امام اعظم کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی نشانیاں پیش کروں۔ تو حضرت امام نے فرمایا جس نے بھی اس سے اس کی نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہو گیا۔ اس لئے کہ حضور فرما چکے ہیں کہ "لَا نَبِیَّۤیْنِۨۤیْ نَعْبُدُ" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ واقعہ "مناسبات الامام" اور "الفتوحات المکیہ" دونوں میں مذکور ہے۔ "ہدایۃ المسہدین" میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ جو ایمان واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ آپ کوئی الحال اپنا رسول بھی نامیں اور آخری نبی اور آخری رسول بھی تسلیم کریں۔ پس اگر کسی نے آپ کو رسول ان کیا لیکن یہ نہیں تسلیم کیا کہ آپ آخری رسول ہیں، قیامت تک جس کا دین منسوخ نہ ہوگا، تو وہ مومن نہیں۔ اور "اشیاء" میں "کتاب السیر" میں فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس لئے کہ آپ کو آخری نبی مقرر فرمادیا تو دین میں سے ہے۔

تفسیر معالم اشرف

﴿خَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ عتیم بہ النبوة، وفراء ابن عامر و عاصم خاتم یفتح الشاہ آی

(اخرہم۔ ۱)

(ردشاپ ثاقب، ص ۲۵۳، بحوالہ معالم مصری، ج ۵، ص ۲۱۸)

﴿خَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ یعنی ان پر نبوت فخر کی گئی اور ان کو عامر اور امام عتیم نے

"خاتم" کو "منا" کے زیر سے چڑھائی اور خرافیا میں آخری نبی۔

اسی تفسیر "معالم" میں سید الطہرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر نقل کی ہے۔

عن ابن عباس: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَمَّا حَكَمَ اَنْ لَا نَبِیَّۤیْنِۨۤیْ نَعْبُدُ لَمْ یُعْطِہٖ وَلَدًا ذَکَرًا (ابینا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتیم فرمایا

کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا میں کوئی لڑکا عطا نہ فرمایا۔

تفسیر خازن

﴿خَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ عتیم للّٰہ بہ النبوة فلا نبوة بعده ای: ولا معہ

﴿وَعَمَّا لَمْ یُعْطِہٖ وَلَدًا ذَکَرًا﴾ ای: دخل فی علمہ اَنہ لا نبی

بعده۔ (۲)

(ردشاپ ثاقب، ص ۲۵۳، بحوالہ خازن مصری، ج ۵، ص ۲۱۸)

﴿خَاسَمَ النَّبِیِّیْنَ﴾ یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی

نہیں، اور نشان کے زمانے میں۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ یعنی یہ اس کے علم

میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۱) تفسیر البغوی المعروف بمعلم التنزیل، الجزء (۵)، سورة الأحزاب، ص ۲۶۵

(۲) تفسیر الحازن، المجلد (۳)، سورة الأحزاب، ص ۵۰۳

تفسیر امہری (ملاحیون)

هذه الآية في القرآن تدل على حتم النبوة على صريحاً ﴿وَحَتَمَ
النَّبِيَّينَ﴾ أي لم يبعث بعده لبق قط، ويحتم به أبواب النبوة ويغلن
إلى يوم القيامة، ملخصاً (١)

یہ آیت قرآن نبی ﷺ کے ختم نبوت پر صراحتاً دلالت کرتی ہے اور ﴿وَحَسَنَاتِ
النَّبِيَّينَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے
ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک شتم اور بند کر دیے گئے۔

تفسیر غریب القرآن (علامہ ابو بکر رحمہ اللہ)

قوله: ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ احمر الحتم

ارشاد ربانی ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا ترجمہ غرض انھیں ہے۔

آئینہ (۲۵۷، بحوالہ غریب القرآن، مصری، ج ۱، ص ۱۳)

..... خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ "حدیث المہدیین" میں لکھتے ہیں۔

إن اللغة العربية حاکمة بان معنی ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ فی الآية هو آخر النبیین لا غیر
یہ جملہ العربی لہجہ ہی پر حاکم ہے کہ آیت میں جو ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ ہیں، اس کے معنی
آخر النبیین کے سوا کچھ اور نہیں۔

(آئینہ، ص ۲۵۸، بحوالہ حدیث المہدیین، ص ۲۱)

..... یہی مفتی دیوبند ہی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر "روح المعانی" سے ناگاہ ہیں کہ ایسی معنی پر
اجماع اُمت بھی متفق ہو چکا ہے۔

و أجمعت علیہ الأمة فیکفر مدعی علاقہ، و یقتل إن أصدر (۲)

(آئینہ، ص ۲۵۸، بحوالہ حدیث المہدیین، ص ۲۱)

(۱) التفسیرات الأحمدیہ، و من یقتل، سورة الأحزاب، ص ۶۲۲

(۲) تفسیر روح المعانی، الجزء (۲۲)، سورة الأحزاب، ۱۲۲، ۱۰، ص ۲۰۰

امت نے "حسام" کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اس کے خلاف کا

دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اگر ایسی پراسرار کرے تو قتل کیا جائے۔

معتبر و مستند تفسیروں کے ضروری اقتباسات، مطلب خیر ترجموں کے ساتھ آپ نے
ملاحظہ فرمائے اور ان تعلیقات سے ابھی طرح سمجھ لیا کہ ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کو کفار یوں نے تھیں
طرح سے پڑھا ہے۔

(۱) ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (اسم آلہ) ہر ذل "حسام" یعنی جس سے کسی کو جانا جائے۔ ای
طرح "حسام" جس سے کسی چیز کو چھاپا جائے۔

(۲) ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (اسم فاعل) یعنی تمام نبیوں کا آخر۔

(۳) ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (فعل ماضی) یعنی حضرت پر قیام نبیوں کا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا قرأتوں میں جس قرأت کو بھی اختیار کیا جائے، بظہیر اسلام پر سلسلہ نبوت کا
خاتمہ لازم آتا ہے۔ حتیٰ کہ "حسام" (مہر) قرار دینے کی صورت میں بھی۔ اس لئے کہ "مہر"
کسی چیز کو ختم کر دینے کے بعد ہی کی جاتی ہے تاکہ اس بلطف اور محدود شے میں کوئی اپنے
طرف سے اضافہ نہ کر سکے۔ باقی دو معانی تو خود "اجتہاد" اور "خاتمہ" پر صراحتاً دلالت کرتے
ہیں۔ الغرض ﴿وَحَتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" ہے۔ اس مطلب کے اثبات کے
لئے قرأتوں کا اختلاف مضر نہیں۔ اس طرح لفظ "ختم" کا طرز استعمال، مذکورہ بالا مطلب مراد
لینے میں ٹھیک نہیں۔ صاحب قاموس نے لفظ "ختم" کے استعمال کے تین طریقے لکھے ہیں۔

(۱) خَتَمَ شَیْءٌ مَلَكَةً..... یعنی کسی چیز کو چھاپ دیا۔

(۲) خَتَمَ شَیْءٌ أَلْبَعُ اجْعَرَةً..... یعنی کسی شے کے آخری حصے پر پچھلایا۔

(۳) خَتَمَ عَلَیْہِ..... یعنی کسی چیز پر مہر کر دیا۔

..... الغرض..... لفظ "ختم" کے موار استعمال بھی اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ

لَيْسَ لِلَّهِ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (۱) (مکتوبہ) (۲)

میری امت میں سے تئیں (۳۰) جو میرے مکارہوں کے جن میں کاہر ایک اپنے
کراہ کا نبی گمان کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے
بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث (۴)۔

عن النبي ﷺ: قَالَ "لَا نَبِيَّ بَعْدِي إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ" قَالَ أَبُو عَمْرٍ:
يَعْنِي الرُّوْبَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ الْبَاطِنِ مِنْهَا، كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:
"لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ إِلَّا الرُّوْبَا وَالصَّالِحَةُ" (۳)

(قرطبی، زیر بحث "خاتم النبیین") (۴)

حضور کا ارشاد ہے کہ "میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ نہ رہے گا لیکن وہ اللہ
چاہے۔" ابو عمر کہتے ہیں کہ (ما شاء اللہ) روایہ کی طرف اشارہ ہے، واللہ اعلم یہ
روایہ جزء نبوت ہیں۔ جیسا کہ خود سرکار ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میرے بعد نبوت
سے کچھ باقی نہیں رہے گا روایہ صالحہ کے سوا۔"

حدیث (۳)۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبِيَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ قَلِيلًا رَسُوْلٌ

(۱) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الفتن، باب ذکر الفتن و دلائلہا (رقم:
۱۵۰۲) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سنن" کے ابواب الفتن، باب ما يكون من الفتن (رقم: ۳۹۰۲) میں
ادامام احمد نے "المسند" (۲۷۸۰۵) میں روایت کیا ہے۔

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرفاق، الفصل الثانی (رقم: ۵۰۱۰۶) و الدر المنثور
۵۱۴/۶، سورة الأحزاب

(۳) ان الفاظ حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی "سنن" کے کتاب الأدب، باب فی الروبا (رقم: ۵۰۱۷)
میں روایت کیا ہے۔

(۴) الجامع الأحکام القرآن، المجلد (۷)، الجزء (۱)، سورة الأحزاب ۴۰:۲۳-۱۹۷

بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ" قَالَ: فَفُسِّقَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ "وَلَيْكُنْ
الْمُنْبَشِّرَاتِ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الْمُنْبَشِّرَاتِ؟ قَالَ: رُوْبَا الرُّجُلِ
الْمُسْلِمِ، وَهِيَ خَوْفٌ بَيْنَ أَخْوَافِ النَّبِيِّ وَهَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(تفسیر ابن کثیر (۱) تحت آیت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اب
میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔" راوی کے بیان کے مطابق لوگوں پر یہ خبر
شائق زری تو سرکار نے فرمایا، لیکن ہشتر باقی رہیں گے۔ عرض کیا، "اے
اللہ کے رسول ﷺ یہ ہشتر کیا ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا، "مرد مسلمان کا
خواب جو اجزا نبوت کا ایک جزء ہے۔ ترمذی نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔"

حدیث (۴)۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا نَبِيَّ بَعْدِي إِلَّا الْمُنْبَشِّرَاتِ قِيلَ: وَمَا الْمُنْبَشِّرَاتِ
يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الرُّوْبَا الْخَسَنَةُ" قُوتَال: "الرُّوْبَا الصَّالِحَةُ" (۲)

(تفسیر ابن کثیر تحت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے بعد ہشتر کے سوا نبوت کا کوئی حصہ
باقی نہ رہے گا۔" روایت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ ہشتر کیا ہیں؟
فرمایا: "اچھے خواب" یا یہ فرمایا کہ "نیک خواب"

(۱) تفسیر ابن کثیر، المجلد (۳)، سورة الأحزاب، ص ۳۹۳

(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب التبصیر، باب المنبشرات (رقم: ۶۶۹۰)
میں "لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبِيَّةِ إِلَّا الْمُنْبَشِّرَاتِ" قَالُوا: مَا الْمُنْبَشِّرَاتِ؟ قَالَ: "الرُّوْبَا الصَّالِحَةُ" کے الفاظ سے
روایت کیا ہے۔

حدیث (۵)۔

رُبِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ خَالَةً، وَ حُبِمَ بَيْنَ النَّبِيِّينَ

(ابن کثیر (۱) آیت زیر بحث، بحوالہ مسلم (۲) و ترمذی (۳) و ابن ماجہ (۴))

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "مجھے تمام مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور انبیاء کی آمد کے سلسلے کو مجھ پر ختم کر دیا گیا۔"

حدیث (۶)۔

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ، وَأَنَا أَدَمُ النَّاسِ خَلْقِي

(آئینہ (۵) بحوالہ امام احمد (۶))

سرا کر فرمایا: "میں علم الہی میں اسی وقت آخری نبی تھا جب کہ آدم آگ جس کی منزلیں طے کر رہے تھے۔"

(۱) تفسیر ابن کثیر المجلد (۳)، ص ۹۹۳

(۲) صحیح مسلم (برقم: ۵۲۳۰۰)

(۳) جامع الترمذی، کتاب السير، باب ما جاء في النبوة، (برقم: ۱۰۰۳۳)

(۴) سنن ابن ماجہ، أبواب الطهارة، باب ما جاء في النبوة (برقم: ۵۶۷)، أيضاً، رواد احمد فی "المسند" (۱/۴۱۲) ذکرہ الترمذی فی "مشکاتہ" (برقم: ۱۰۰۷۴۸)

(۵) تفسیر ابن کثیر، المجلد (۳)، ص ۹۹۴

(۶) اس حدیث کو امام احمد نے "المسند" (برقم: ۱۷۱۰۰-۱۷۱۰۱) میں اور ابوداؤد نے "شرح السنۃ" ۱/۱۳۷، (برقم: ۳۵۲۰۰) میں روایت کیا ہے اور ابوالدین جریری نے "مشکاتہ المصابیح" کے کتاب الفضائل و الشمال، باب فضائل سید المرسلین، الفصل الأول، (برقم: ۲۱۰۵۷۶) میں اور علامہ بیہقی نے "فتح الکبیر" (برقم: ۱۵۵۵۷) میں "المسند" طبرانی کبیر، ص ۱۰، مستدرک للحاکم، ص ۱۰، حلیۃ الأولیاء، "بدر شعب الایمان النبیہ" کے حوالے سے "إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ فِي أَمِّ الْكِنَانِ لَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ" حدیث کے الفاظ سے نقل کیا ہے اور بیہقی نے "دلائل النبوة" (۸۰/۲) میں بھی "عِنْدَ اللَّهِ وَ حُبِمَ بَيْنَ النَّبِيِّينَ" کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

حدیث (۷)۔

أَنَا الْخَاتِمُ الَّذِي يُخْتَصَرُ الشَّامُ عَلَى قَدِيمٍ، وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔ (۱)

حضور نے فرمایا کہ: "میں حاکم ہوں کہ بروز قیامت لوگوں کا ختم میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔"

امام نووی نے "شرح مسلم" (۲) میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "الدرر المصنوع" (۳) اور "مدارج النبوة" (۴) میں، عاقب کا معنی یہی بتایا ہے کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ "شمس الارباب" و "جواہر النجار" میں بھی یہی معنی مذکور ہے۔

حدیث (۸)۔

أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ، ثَلَاثًا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِوَيْلٍ (۵)

ایک بار حضور ﷺ یوم صحابہ میں تشریف لائے اور فرمایا: "میں محمد نبی امی ہوں"۔ دوسرے دن یمن میں بار فرمایا اور پھر کہا: "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حدیث (۹)۔

أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَ الشَّقْفِيُّ وَ الْخَاتِمُ وَ نَبِيُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔ (۶)

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" (برقم: ۳۵۳۲۲) میں، مسلم نے اپنی "صحیح" (۱/۲۴-۲۳۵۹) میں، ترمذی نے "جامع الترمذی" (برقم: ۲۸۰۴) میں، ابوالکلیب نے "الموطا" کے کتاب أسماء النبی ﷺ (برقم: ۱) میں، ابوالکلیب نے "سنن" (برقم: ۲۷۷۰) میں اور امام احمد نے "المسند" (۷/۴۸۸-۴۰۷) میں روایت کیا ہے اور جریری نے "مشکاتہ المصابیح" (برقم: ۱۰۰۷۷۶) میں اور ابن کثیر نے اپنی "تیسر" (۳/۳۹۷) میں نقل کیا ہے۔

(۲) شرح صحیح مسلم للنووی، (برقم: ۱۲۴-۲۳۵۹)

(۳) اشعة المصابیح، المجلد (۴) کتاب القدر، باب أسماء النبی ﷺ و صفاته، فصل اول، ص ۲۸۲

(۴) مدارج النبوة، المجلد (۱)، باب مقدم، أسماء شریف المحضرت ﷺ، ص ۲۵۰ اور اس میں ہے کہ عاقب: یہی آخر و معنی قائم الاولیاء

(۵) المسند ۲/۲

(۶) اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب فی اسمہ ﷺ (برقم: ۱۲۶-۲۳۵۰) اور امام احمد نے "المسند" (۳۹۰۱۴) میں روایت کیا ہے اور ابوالدین جریری نے "مشکاتہ المصابیح" باب أسماء النبی ﷺ (برقم: ۲۰۵۷۷۷) میں اور علامہ بیہقی نے "فتح الکبیر" (برقم: ۲۷۹۳) میں، صحیح مسلم "اور" المسند "اور" طبرانی کبیر " کے حوالے سے (برقم: ۲۷۹۲۲) میں ان حدیث کے حوالے سے کج الفاظ کے اختلاف سے نقل کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں تمہارے ہوں، میں احمد ہوں، میں آخری نبی ہوں، میں حاشیوں میں تو بچا گیا ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں۔"

... علامہ نووی نے "شرح مسلم" (۱) میں، علامہ بیہقی نے "جوہر المکار" میں، ملاحظی قاری نے "مرآت شرح مشکوٰۃ" (۲) میں، شیخ عبدالحق دہلوی نے "مجموعہ المطبوعات" (۳) میں اور علامہ قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" (۴) میں، "المفسر" کا تبیین معنی بتایا ہے کہ "آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔" علامہ قسطلانی کے الفاظ یہ ہیں۔ فکسان حالہم و آخرہم۔ یعنی حضور ﷺ انبیاء کو ختم فرمائے والے "آخر الانبیاء" ہیں۔

حدیث (۱۰)۔

كَانَتْ نَبُوَ إِسْرَآئِيلَ تَسُوْمُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلُّمَا خَلَقَ نَبِيٌّ وَابْنَهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔ (۵)
حضور نے فرمایا کہ: "نبی اسرائیل کے امور کی تدبیر و انتظام ان کے انبیاء فرماتے رہے۔ تو جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو دوسرے ان کے بعد آ جاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حدیث (۱۱)۔

اَنَا آخِرُ الْاَنْبِيَاءِ، وَانْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔ (۶)

(۱) شرح صحیح مسلم، (رقم: ۲۲۶-۲۳۰)

(۲) مرآۃ المفاتیح، باب اسماء النبی ﷺ، (رقم: ۵۷۷۷-۷۰)

(۳) اشعة المصابیح، المجلد (۴) کتاب الفتن باب اسماء النبی ﷺ و صفاته، فصل اول، ص ۲۸۳

(۴) لمواہب اللذیہ، المجلد (۱)، المصنف الثانی فی ذکر اسمائہ الشریفہ، الق، ص ۳۷۶

(۵) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن نبی اسرائیل (رقم: ۳۴۵۰) میں، "مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء بعهۃ الخلیفۃ (رقم: ۴۴-۱۸۵۲) میں، "ترمذی نے اپنی "مسنن" (رقم: ۲۷۰۲) میں روایت کیا ہے اور ابی الدرداء بخاری نے "مشکوٰۃ المصابیح" کے کتاب الإمارة (رقم: ۳۶۷۰-۱۰) میں نقل کیا ہے۔

(۶) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی "سنن" (ابواب الفتن: باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم الخ (رقم: ۴۰۷۷-۷۰) میں روایت کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب امتوں سے پہلے امت ہو۔"
حدیث (۱۲)۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَعَنِي بَشَرٌ بَعَثَنِي خَادِمٌ مِنْ مُؤَمَّنِي إِلَّا اللَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (۱)
حضور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: "تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس حدیث میں حضرت علیؑ کو حضرت ہارونؑ سے تشبیہ دیتے ہوئے حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضور ﷺ اپنے ارشاد میں "غیر تخریقی نبی" کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ہارونؑ "غیر تخریقی نبی" تھے۔ حال اب ارشاد یہ ہوا، میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تخریقی، نہ ایسا جیسے حضرت ہارونؑ تھے یعنی غیر تخریقی۔

ارشاد قرآنی ﴿وَعَسَى السَّيِّئُ﴾ کا معنی مراد "خلف و خلف" اور "خود سرکار رسالت" سے کیا منقول ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے میں نے کتب احادیث و تفاسیر کا مختصر اور جامع انتخاب پیش کر دیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے احادیث کی اسناد سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے، صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔ جن کتابوں کے حوالے پیش کئے گئے ہیں، وہ خود اس قدر معتبر و مستند ہیں کہ ان میں کسی روایت کا بطور سند آ جانا ہی اس کے "قابلی استناد" ہونے کے لئے کافی ہے۔ اب جب ہم تمام ذکر کردہ و تفسیر و احادیث پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو مندرجہ ذیل امور واضح طور پر سامنے آ جاتے ہیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا "خاتم ہونا" یا نبی معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء و سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ کوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا (۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب مناقب علی بن ابی طالب (رقم: ۶-۲۷) میں، "مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب فضائل الفضلۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب (رقم: ۳۰-۲۱) میں روایت کیا ہے۔

ارشاد ہے اور اسی پر صحابہ تابعین اور قدامتہ علمائے دین کا اجماع ہے۔

(۲)..... "تا غزوانی" میں کسی کے لئے کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو مگر ایک نبی کے لئے اس میں اتنی بڑی فضیلت ہے جس کا کما حقہ ادراک ایک غیر نبی سے ناممکن ہے۔ اس لئے کہ جو آخری نبی ہوگا لازمی طور پر اس کی شریعت آخری شریعت ہوگی اور اس قدر کامل و مکمل ہوگی کہ مزید اس کی تکمیل کا سوال نہ ہوگا۔ اس کی نبوت کا دائرہ ساری کائنات کو محیط ہوگا۔ وہ کسی ایک قوم یا محدود زمانے کا نبی نہ ہوگا، بلکہ قیامت تک اس کی عظمت و شوکت کا پرچم اٹھاتا رہے گا۔ اور وہ صرف نبی ہی نہ ہوگا، بلکہ رسول بھی ہوگا، جس کی رسالت، "رسالت عامہ" ہوگی۔ وہ اگر ایک طرف سارے عالم کے لئے "مذہب" ہوگا تو دوسری طرف سارے عالم کے لئے "ہادی کامل" اور "رحمت مجسم" بھی ہوگا۔

(۳)..... جب ایک نبی کے لئے "تا غزوانی" میں اس قدر فضیلتیں ہیں تو پھر ﴿وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کو "اوصاف مدح" میں رکھتے ہوئے اور اس مقام کو "مقام مدح" قرار دیتے ہوئے بھی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی آخری نبی ہی ہے۔ اس کا معنی آخری نبی "لینے سے نہ یہ کلمات" اوصاف مدح "سے نکلے ہیں اور نہ ہی یہ مقام، "مقام مدح" ہے۔

(۴)..... ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی آخر الانبیاء "لینے سے نہ خدا نے تعالیٰ پر یادہ کوئی کا وہم ہوتا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ کی قدر و منزلت میں کسی کا احتیال اور نہ ہی کلام الہی پر بے احترامی کا الزام اس لئے کہ اگر خدا خواست ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی آخر الانبیاء "لینے سے یہ اچھاں لازم آتیں تو ناممکن تھا کہ تمام علمائے حقہ میں دو تشریف بیک زبان اور بیک قلم اس بات پر اتفاق کر لیتے کہ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی آخر الانبیاء "ہے۔ اور یہاں تو معاملہ اور بھی اہم ہے اس لئے کہ خود سرکار رسالت ﷺ نے بھی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی لَا نَبِيَّ بَعْدِي فرما دیا ہے۔

(۵)..... ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا کیا معنی بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا

ہو تو پھر بھی "خاتمیہ محمدی" میں کچھ فرق نہ آئے، قرآن کریم کے ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی ضرورت کا کوشش ہے، جس کا کفر ہونا "اعلم من انکس" (۱) ہے۔

ذکورہ بالا نتائج کو ذہن نشین کرتے ہوئے آئے حضرت عبداللہ ان عباس رضی اللہ عنہما کی ایک "اثر" پر ایک تحقیقی نظر ڈالئے۔

..... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ۔

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ سِتْعَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ لَوَّحَ بِأَقْدَامِ نَبِيِّكُمْ وَأَنُوحَ
تَحْتُ جُحْتُمْ وَبَنِي إِدْرِيسَ تَحْتُ جُحْتُمْ وَبَنِي إِدْرِيسَ تَحْتُ جُحْتُمْ وَبَنِي إِدْرِيسَ تَحْتُ جُحْتُمْ وَبَنِي إِدْرِيسَ تَحْتُ جُحْتُمْ

(در مشورہ نمبرہ)

یہ حلق اللہ نے سات زمینیوں پر فرمائیں، ہر زمین میں آدم تمہارے آدم کی طرح، اور نوح تمہارے نوح کی طرح، اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح، اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور تمہارے نبی کی طرح ہیں۔

..... اس اثر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر ہم بستے ہیں، اس زمین کے علاوہ بھی زمین کے چھ طبقے ہیں اور ہر طبقہ میں زندقہ و ہدایت کا کام انجام دینے کے لئے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی۔ اور ظاہر ہے کہ ہر طبقہ میں اس طبقہ کے سلسلہ نبوت کا کوئی مبدع ہوگا اور کوئی متلحق۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر طبقہ میں "مبدع و متلحق" صرف ایک ہی ایک ہوں گے۔ لہذا "اثر مذکور" میں ہر طبقہ کے اول کو ہمارے طبقہ کے اول سے "نفس اولیت" میں اور ہر طبقہ کے آخر کو ہمارے طبقہ کے آخر سے آخر ہونے میں تنجید دے دی گئی۔ مگر اس "اثر" کے کسی گوشے سے یہ پتہ نہیں چلا کہ ہمارے طبقہ کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم و غیرہ ان طبقات باقیہ کے حضرت آدم و نوح و

ایراہم وغیرہ کے ہم عصر تھے یا ان سے مقدم و موخر..... یا یہ کہ مثلاً ہمارے طبقہ کے آدم سے دوسرے بعض طبقہ کے آدم مقدم، بعض طبقہ کے آدم موخر اور بعض طبقہ کے آدم ہم عصر رہے۔ ہاں "اثر مذکور" کے ظاہری الفاظ یہ ضرور اشارہ کر رہے ہیں کہ جس سطح ہمارے طبقہ میں تخریق اور غیر تخریقی دونوں طرح کے نبی ہوئے رہے، یہی حال ان طبقوں کا بھی ہے۔ اب رہ گئے ہمارے طبقہ کے علاوہ دوسرے طبقوں کے "حضرات خاتم" وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقدم و موخر تھے یا ہم عصر، "اثر مذکور" یہ بھی بتانے سے ناخوش ہے۔ ہمارے طبقہ کے "حانم" کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر دوسرے طبقات کے "حانم" پر غور کیا جائے تو عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں۔

اول..... یہ کہ نچلے طبقات کے خاتم کے کل..... یا..... ان کا بعض آنحضرت ﷺ کے عصر کے بعد ہوئے ہوں۔

دوم..... یہ کہ مقدم ہوئے ہوں یعنی آنحضرت ﷺ کا عصر انہیں نہ ملا ہو۔

سوم..... یہ کہ ہم عصر بھی ہوں اور صاحب شرع جدید بھی۔

چہارم..... یہ کہ ہم عصر ہوں، مگر صاحب شرع جدید نہ ہوں۔

مذکورہ بالا احتمالات میں پہلا احتمال باعث باطل ہے۔ اس لئے کہ دلائل وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو اثر و رسوخ نہیں دی گئی۔ دوسرے احتمال کی صورت میں آنحضرت ﷺ "خاتم الانبیاء جمع طبقات" ہوں گے۔ لہذا ضرورت نہ ہوگی کہ کوئی لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کے ظاہری اور متواتر اثر و رسوخ امتی کے بدلے کی جسامت کرے۔ اس طرح تیسرا احتمال بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ بعثت نبویہ سے متعلق خصوصاً میں ان کا مجموعہ ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لئے ہے اور آپ کی رسالت، "رسالت عامہ" ہے۔

یوں ہی چوتھی صورت باطل ہے۔

..... اول..... اس لئے کہ اگر کسی طبقہ کا "خاتم" "فریضہ نبوت" ادا کرنے میں عہد نبوی میں ہمارے

نبی کا شریک ہوگا تو ہمارے ہی صرف اپنے ہی طبقے کے انبیاء کے خاتم ہوں گے، جملہ انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔ اس صورت میں آپ کا "ختم" اضافی ہوگا، حقیقی نہ ہوگا۔ حالانکہ ارشاد ربانی ﴿وَعِصْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ اور ارشادات رسول ﷺ..... اَلَا عِصْمَةُ النَّبِيِّينَ (۱)..... حُتْمٌ يَوْمَ الْاٰلِآئِيٰةِ حُتْمٌ يَوْمَ النَّبُوٰةِ (۲)..... فَخُصِّمْتُ الْاٰنْبِيَاۗءَ لَوْرَآئِ اَنْبِیَآءِ (۳)..... کا اطلاق و عموم واضح کر رہا ہے کہ آپ ہر برتری کے "حسانم" ہیں، خواہ وہ کسی طبقہ کا نبی ہو۔ یا نیز آپ کا "حتم" بہ نسبت، "جملہ انبیاء جمع طبقات" کے حقیقی ہے۔ خود "صاحب تقدیر الاناس" لکھتے ہیں کہ اطلاق "عِصْمَةُ النَّبِيِّينَ" اس بات کو متعین ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور اعلیٰ العموم تمام انبیاء کا "حانم" کہئے۔ "تقدیر الاناس ص ۱۳)

..... نیز لکھتے ہیں لفظ "عِصْمَةُ النَّبِيِّينَ" جس کی اطلاق اور متعین کی عدم کے باعث کسی نے آج تک اعرابین میں سے کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا۔ "تقدیر الاناس ص ۱۵)

..... ثانیاً..... اس لئے کہ بلا تخصیص، جملہ انبیاء کا "خاتم" ہونا خصوص کی روشنی میں آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اب اگر دوسرا بھی اس وصف میں آپ کا شریک رہے، تو پھر اس میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

..... ثالثاً..... اس لئے کہ اگر کسی طبقہ میں "ایما" خاتم، جو فریضہ نبوت ادا کرنے میں ہمارے رسول

کا شریک اور آپ کا ہم عصر ہو تو ان خصوص میں ﴿وَعِصْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ کی جگہ "من حیوالم

(۱) ابن عبد البر کو تمام ایوارڈ نے اپنی "مسن" کے کتاب الفتن، باب ما یکتون من الفتن، (رقم: ۲۹۵۲)

(۲) ابن عبد البر نے "مسند" میں روایت کیا ہے تمام بخاری نے اپنی "صحیح" (رقم: ۳۰۲۰)

(۳) ابن الفاکو کو تمام مسلم نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ ابن کثیر نے "فتح البکر" (رقم: ۲۷۸۹) میں "سنن الدارمی" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(۴) ابن الفاکو کو تمام مسلم نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ ابن کثیر نے "فتح البکر" (رقم: ۲۷۸۹) میں "سنن الدارمی" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

"مسن" میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ ابن کثیر نے "فتح البکر" (رقم: ۲۷۸۹) میں "سنن الدارمی" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

(۵) ابن الفاکو کو تمام مسلم نے اپنی "صحیح" میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ ابن کثیر نے "فتح البکر" (رقم: ۲۷۸۹) میں "سنن الدارمی" کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

البینین "کما لفظ ہوتا اس صورت میں عقلی طور پر لفظ "ہوائیم" تمام "حائتمین" کو ایک منزل میں رکھ کر ان کے سوا کو "البینین" کے دائرے میں شامل کر لیتا۔ الاصل..... نصوص میں "ہوائیم" کے بجائے "حائتم" کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ "حقیقی آخری نبی" کوئی ایک ہی ہے۔

..... راہباً اس لئے کہ حضور ﷺ جن کی نبوت و رسالت بالاتفاق تمام مقلوین کو عام ہے، آپ نے نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی اور صرف اپنے کو مکان کی آخری اینٹ قرار دیا۔ اب اگر بالفرض کوئی اور رسول کریم ﷺ جیسی "خاتمیت" رکھتا تو سرکار صرف اپنے کو آخری اینٹ قرار نہ دیتے۔ اور اس مکان میں اپنے ظہور سے پہلے صرف ایک ہی اینٹ کا خلا ظاہر نہ فرماتے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ حضور نے صرف اپنے پہلے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک ہے بلکہ دعویٰ ہے، بلکہ ارشاد رسول ﷺ کے اطلاق و عموم سے متضاد بھی ہے۔

..... خلاصہ..... اس لئے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو "عاقب" اور "مقفی" فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔ اب اگر آپ جیسی "خاتمیت" والا کوئی اور بھی ہو تو "عاقب" اور "مقفی" ہونے میں آپ کی خصوصیت نہیں رہ جاتی۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نصوص میں حضور کو جو "آخری نبی" فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی ہے، بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ظہور میں سب انبیاء کے آخر ہیں۔ اور آپ کا زمانہ ظہور آپ کے سوا دوسرے تمام انبیاء کے زمانہ ظہور کے بعد ہے۔ نیز آپ کے بعد اب کسی تخریق نبی کو نہ بچا جائے گا۔

الغرض.....

ازروئے زمانہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ درحقیقت اگر جملہ تفسیر و احادیث کو دیکھ ڈالے! اگر ایک راہ رسول کریم ﷺ کی "خاتمیت" کو "خاتمیت زمانی" قرار دے رہا ہے۔ اور "آخر زمانی" کا خود "صاحب تحذیر الناس" کے نزدیک بھی یہی مطلب ہے کہ،

"آپ کا زمانہ، انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔"

(تحذیر الناس ص ۳)..... رو کیا حضور ﷺ کی نبوت کا مسئلہ تو آپ ﷺ نبوت سے اسی وقت فرما کر چلا چکے تھے، جب کہ کسی نبی کا وجود بھی نہ تھا۔ چنانچہ حضور سے دریافت کیا گیا منسی وَحِیْتُ لَکَ الْغُیُوبُ؟ حضور کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی..... آپ نے فرمایا: اَدُمَ بَیْنَ الْفُجُوحِ وَالْخُسُوفِ۔

(۱)..... جب آدم روح و جسم کے درمیان تھے۔

اس حدیث کو حاکم (۲) بیہقی (۳) ابوالفیم اور ترمذی نے اپنی جامع (۴) میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی ہے۔ الفاظ روایت ترمذی کے ہیں۔ جنہوں نے الاذہ قسین کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ نیز..... اسی حدیث کو امام احمد (۵) نے "مسند" میں، امام بخاری نے "تاریخ" میں، ابن سعد و حاکم (۶) اور بیہقی (۷)، ابوالفیم نے حضرت مسیرہ سے اور طبرانی و یازد ابوالفیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابوالفیم نے امیر المؤمنین فاروق اعظم ؓ سے..... نیز..... ابن سعد نے حضرت ابن ابی اجماع و حضرت طرف بن عبداللہ بن العنبر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم سے بآسانید قریبین و الفاظ متقاربہ روایت کیا ہے۔ امام عسقلانی

(۱) اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ امام ترمذی نے "جامع ترمذی" کے ابواب المتعاقبات (ترمذی: ۳۶۰۹) میں روایت کیا اور فرمایا: حدیث حسن صحیح غریب عن ابی ہریرۃ اور ابی الدین محمد بنی نے "مشکاۃ المصابیح" کے کتاب المغنی والاشمال باب فضائل سید المرسلین ؑ: الفصل الثانی (ترمذی: ۲۰۰۵۷۸) میں نقل کیا ہے۔

(۲) المستدرک للحاکم، المجلد (۲) کتاب التفسیر، لتفسیر سورة الاحزاب، ص ۴۵۳ (۲/۱۴۱۸) ترمذی: ۱۷۰۳۱۳۵۶۶

(۳) دلائل النبوة، المجلد (۲)، ابواب المغنی، باب الوقت الذی کتب محمد ﷺ نبیاً، ص ۱۳۰

(۴) جامع ترمذی، کتاب المتعاقبات، باب فی فضل النبی ﷺ، (ترمذی: ۳۶۰۹)

(۵) المسند (۵/۵۹)

(۶) المستدرک للحاکم، (۶۰۹، ۶۰۸، ۶۰۷)

(۷) دلائل النبوة، المجلد (۱) باب ذکر مولد المصطفیٰ الفج، ص ۸۵، و ۱۲۹/۳

نے "کتاب الاسامیہ" میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ہے۔ سندہ قوی۔ اس کی سند قوی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی "مدارج الملوہ" (۴) میں محلی استناد میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ **مُحَمَّدٌ نَبِيٌّ وَأَنَّ آدَمَ لَمْ يَخْلُقْ فِي حَيْضَةٍ**۔ میں اس وقت نبی تھا جب آدم آب و گل کی مندر میں طے کر رہے تھے۔ اس حدیث کی نقل سے پہلے حصلاً حضرت شیخ فرماتے ہیں "اولست در نبوت (۱) یعنی حضور نبوت میں ادل ہیں۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے "تخدير الناس" (ص ۷) پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے اور اسے "مقام اشتیاء" اور "محلی استنار" میں رکھا ہے۔

كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَيِضِ

میں نبی تھا اور ان حالات کا آدم آب و گل میں تھے۔

اب نصوص کے پیش نظر یہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے "آخری نبی" ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو نبوت سب کے آخر میں دی گئی۔ اس لئے کہ نبوت میں تو آپ اول ہیں، ہاں آپ کا ظہور سب کے آخر میں ہوا۔ اور اب آپ کے عہد میں، نیز آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ان تفصیلات و تشریحات نے واضح کر دیا کہ ﴿حُضْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ کے جو اجماعی اور متواتر معنی ہیں، اس کی روشنی میں یہ بات ممکن ہے کہ کسی طبقہ کا کوئی نبی آپ کا ہم عصر ہو یا آپ کے عصر کے بعد آئے۔ اب کسی نبی کو ہمارے نبی کا ہم عصر قرار دینا ہمارے نبی کے عصر کے بعد کسی نبی کی تجویز کرنی، یقیناً ﴿حُضْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ کے اجماعی معنی کا کھلا ہوا انکار ہے۔ اب "افراہان عباس" کو قائل قبول بنانے کی لئے دے کے یہی ایک صورت رہ گئی ہے کہ اس اثر میں طبقات باقیہ کے جن انبیاء کا ذکر ہے، ان کے وجود کو حضور ﷺ کے وجود ظاہری کے زمانے سے پہلے ہی تسلیم کر لیا جائے گا تو مذکور بالا اثر اخیال لازم نہیں آتیں۔ مگر ایک تعلیم خرابی یا مان لینے کے بعد بھی

(۱) مدارج النبوة، المجلد (۱) باب اول در بیان حسن خلقت و جمال، ص ۶

ردہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ "اثر مذکور" میں "طبقات باقیہ" کے "آخری نبی" کو ہمارے نبی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ "نبوت" ہو یا "خاتمیت"، نیز "اوصاف نبوت" ہوں یا "کمالات رسالت"، کسی بات میں بھی "طبقات باقیہ" کا آخری نبی ہمارے نبی کی طرح نہیں۔ اس لئے کہ ہمارے نبی کی نبوت، "انبیوت عامہ" اور رسالت، "رسالت شامہ" ہے، جس سے دوسرے انبیاء کو شرف نہیں کیا گیا۔ چوں ہی ہمارے نبی کی "خاتمیت"، "مطلق خاتمیت" ہے۔ وہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی "خاتمیت"، وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لئے کہ دونوں میں جو بری حقیقی فرق ہے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نبی اور دوسرے طبقات کے آخری نبی کے مابین "اثر مذکور" کو قائل قبول بنانے کے لئے جو بھی مقول وجہ تہذیب نکالی جائے گی اس میں ان انبیاء کی تخصیص ضرور ہو جائے گی، بلکہ ہمارے طبقہ کے انبیاء اور ہمارے نبی کے مابین بھی اسی طرح کی وجہ شبہ نکال کر ان کو ہمارے نبی کی طرح کہا جائے گا۔ لہذا "اثر ان عباس" کا مضمون مہمل و بیکار ہو کر رد جائے گا۔ اور اس سلسلے کی آخری بات تو یہ ہے کہ خود "صاحب تہذیر الناس" کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر ﴿حُضْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ میں "خاتمیت زمانی" مراد لے لی گئی تو "اثر مذکور" کو اس کے معارض ہو جائے گی، لیکن اگر وہ معنی مراد لیا جائے جو دونوں انھوں نے مکرر اسے "اثر مذکور" غلط ہونے سے بچ جائے گی۔ اسی مضمون کی طرف "تخدير الناس" (ص ۴) پر اشارہ کر کے (ص ۴۵) پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

"علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبی ﷺ میں یکھا فخر انہیں نہیں۔"

اور جب یہ بتائی جاتی ہے کہ ﴿حُضْمَةُ النَّبِيِّينَ﴾ میں "حضم" سے "حضم زمانی" مراد لینا تمام اسد سلسلہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ تو اب "اثر مذکور" میں جو "صلب قاعدہ" ہے اس کو سمجھنے میں کسی معمولی فہم و فراست والے انسان کو بھی کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اب اگر کوئی اثر مذکور کی استناد کو صحیح۔۔۔ حسن قرار دے رہا ہو تو صرف اتنی وجہ سے اس "اثر" کا مضمون اپنی "صلب

قادہ "کے سب قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اور لکھتے آخر بیٹوں کے سہارے اس اثر کے مضمون پر کسی عقیدے کی عمارت نہیں تعمیر کی جاسکتی۔

ان تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے "ختم نبوت" کے باب میں اسلام کا جو نظریہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں یا آپ کے عہد کے بعد، باقی امت اب کوئی نیا نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ نہ جینی، نہ بخاری، نہ غلی، نہ بزدلی، نہ قرظی، نہ فریقہ، نہ سرائیلی، نہ مہری۔ شریعت محمدی ہی آخری شریعت ہے جو باقی امت رہنے والی ہے۔ قرآن و حدیث میں آپ کو جو ﴿خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ کہا گیا ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ یہ وہ اسلامی عقیدہ ہے جو کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

ان عقائد کو ذہن نشین فرما کر اب آئیے اور عہد جدید کے "قاسم العلوم و الخیرات" کی بھی مزاج پر ہی کرتے چلے۔ آپ بانی دارالعلوم دیوبند ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب "تقدیر الناس" میں لفظ ﴿خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ﴾ میں تاویل قاسد کا سہارا لے کر غلام احمد قادیانی کے لئے دعویٰ نبوت کی راہ ہموار کرنے میں جو شاندار ردول ادا کیا ہے، اس کے لئے "مست قادیان" آپ کی بجا طور پر شکر گزار ہے۔ بعض قادیانوں کی تحریریں نظر سے گزری ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ "ختم نبوت" کے باب میں قادیانوں کا موقف بالکل وہی ہے جو "صاحب تقدیر الناس"، مولوی قاسم نانوتوی کا ہے۔ اس کا اعتراف خود مولوی قاسم نانوتوی کے بعض خطبہ خواہوں نے بھی کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو اٹھ لیجئے "شہستان اردو دا جگست"، نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۰ء، مولوی قادیانی صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے یہ فقرے ملیں گے۔

"صحیح دیوبند علماء نے اور جب وہ تیار ہو رہے تھے تو

اس کا پھیل کھایا مگر زانظام احمد قادیانی نے"

اپنے قلم سے اپنے قاسم العلوم کا یہ عقیدہ بتایا کہ:

"اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو پھر بھی

"ختم نبوت" نہیں ٹوٹے گی۔"

علمائے دیوبند کو علمائے اہلسنت کا نامہ دے کر یہ کہا ہے:

"علمائے اہلسنت اور قادیانی ایک ہی جھلی کے چنے بنے ہیں۔"

چلنے چلنے ہارگاہ خداوندی میں ان انھوں میں دعا کی کہ:

"جو تیرے علماء دیوبند اور قادیانوں نے برا کیا ہے

اس کا خاتمہ ہمیشہ بیشک کے لئے ہو جائے۔"

قادیانی صاحب نے ان باتوں کو اپنے گم نام دانشوروں کی طرف منسوب کیا ہے۔

خیر۔ یہ قادیانی صاحب کی بولی ہو یا ان کے دانشوروں کی، مگر بات تو سچی ہی ہے۔ ہاں پہلے فقرے میں جس صحیح کا ذکر ہے، قادیانی صاحب کے دانشوروں کے خیال میں وہ "زبدی صحیح" کا عقیدہ ہے۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ "صحیح تقدیر الناس" کی عمارت ہے۔ جس کی روشنی میں مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ "اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو پھر بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی۔"

اچھا اب آئیے اور دیکھیں یہ ہے "تقدیر الناس"، مطبوعہ محمدی پرنٹنگ پریس، دیوبند، جس کو کتب خانہ رحمانیہ، دیوبند نے شائع کیا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس کتاب کا کون سا ایڈیشن۔ اور اس کا طبعی ملاحظہ فرمائیے:

..... صاحب تقدیر الناس کو قضا پر ہیں

اول حق تعالیٰ تعین معلوم کرنے چاہیں، تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا نام ہونا یا نہ ہونا صحیح ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بلا امت کچھ فضیلت نہیں مگر مقام مدح

میں ﴿وَلَكِنْ زُئِلُوا رَبُّهُ وَخَلَقَ النَّبِيِّينَ﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہنے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دینے تو البتہ خاتمت باعتبار تاریخی زمانہ صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک لفظ خدا کی جانب زیادہ کوئی کادیم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قدر وقامت و شکل و رنگ حسب و نسب و ملکوت وغیرہ اوصاف ہیں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جس کا ذکر کیا اور ان کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال یوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے دیے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لئے سبب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلافت کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حدیثیہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ﴿خاتمت النبیین﴾ منقسمہ آیتا اخذ فیہ و خاتمتہ کے اور جملہ ﴿وَلَكِنْ زُئِلُوا رَبُّهُ وَخَلَقَ النَّبِيِّينَ﴾ میں کیا تا سبب تھا، جو ایک کو دوسرے پر مطلق کیا اور ایک کو مشترک منہ اور دوسرے کو استہدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے اثر جلی خدا کے کلام مجمل نظام میں تصور نہیں۔ اگر سبب باب مذکور منظور ہی تھا تو اس لئے کہ اور شیوں موقع تھے۔ ہاں نگاہ خاتمت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سبب باب مذکور خود بخود لازم آ جاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دو بالا ہو جاتی ہے۔

(تحدیر الناس ص ۳۰۳)

اب آجیس آپری عبارت کا حاصل مراد نمبر وار ملا حظہ فرمائیے:

صاحب تحدیر الناس کے نزدیک

(۱) ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "سب میں پچھلا" "قرار دینا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے، اہل فہم و فراست کا نہیں۔ لہذا جن جن حضرات نے ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" قرار دیا ہے، دوسب جاہل اور فہم و فراست سے عاری ہیں۔

(۲) ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ تھوڑی دور آگے نکل کر یہ بھی کہ دیا ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" ان اوصاف کی طرح ہے جن کو نقصان میں کچھ دخل نہیں۔ لیجئے اب "بالذات" کے لفظ کی بیوندکاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تار تار ہو گیا۔ بالآخر ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔

(۳) ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی اگر "آخری نبی" لیا جائے گا تو ایک طرف خدا "فضول کو" ٹھہرے گا اور دوسری طرف قرآن بے رہا رہے گا۔ دیکھ لیا آپ نے۔ "تحدیر الناس" کی عبارت منظور کی ز ہر افشاں۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخری نبی" ہے۔ یہی معنی صحابہ کرام بلکہ ساری امت مسلمہ سمجھا۔ خود حضور ﷺ سے متواتر حدیثوں میں ﴿خاتمت النبیین﴾ کا یہی معنی ارشاد فرمایا تو قطعاً بلاشبہ یہی آیت کی مراد ٹھہری۔ اب اس مراد پر جو اعتراض و ایراد ہوں گے وہ قطعاً خدا سے عزوجل اور قرآن کریم سے ہوں گے۔ غور فرمائیے کہ ساری امت، تمام صحابہ اور خود رسالت کو جاہل و نادانم، اللہ و فضول کو اور قرآن کو بے رہا قرار دیتے ہوئے نا تو فی صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ کفر بکفر کی جارہے ہیں۔ دو بھی کوئی قلم ہے جو چلے تو بدست شراہ کی طرح نظر آئے۔ ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخر الانبیاء" کا حضور ﷺ کے اہل فضائل اور عظیم القدر کمالات و مدائح میں سے ہونا، اسی طرح ضروریات دین میں سے ہے جس طرح ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخری نبی" قرار دینا ضروریات دین میں سے ہے تو جس طرح ارشاد قرآنی ﴿خاتمت النبیین﴾ کا معنی "آخری نبی" مراد نہ لینا ضروریات دین کا

52

ہے اور نانوتوی حرم میں "فضیلت پلذات" نہ ہونے کے باعث کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا تو قطعاً ظاہر ہو گیا کہ نانوتوی صاحب نے ارشاد الہی کو غلط مانا۔ یہ کفر ہوا کہ نہیں؟
..... اور آگے آئے نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں۔

"ہاں اگر خاتمیت یعنی اوصاف ذاتی بوصف ثبوت لیجئے جیسا اس آئندہ اں نے عرض کیا ہے تو پھر حوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد متشدد و باطلین میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں قطعاً انبیاء کی افراد خدائی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں یکطرفہ نہ آئے گا۔"

(تحدیر الناس، ص ۲۵)

"تحدیر الناس" کے اوپر دیئے حوالے کے آخری جملہ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا) پر خاص توجہ چاہوں گا۔ یہ تو ظاہری ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوگا تو حضور سب کے آخری نبی نہ ہوں گے۔ اس لئے کہ مفسر بعد اوری ہوا۔ اور "خاتمیت زمانی" بقول "تحدیر الناس" (ص ۳) یہی تھی کہ "آپ سب میں آخری نبی ہیں" یہ تو بدہمت تھی اور اس کے جاتے ہی وہ جو خاتمیت ذاتی مغزی تھی وہ بھی فنا ہو گئی اس لئے کہ خود "تحدیر الناس" میں ہے کہ "ختم نبوت یعنی معروض کو تا آخر زمانی لازم ہے۔"

اور ظاہر ہے کہ لازم کے انقضاء سے طرد کا انشاء ہو جاتا ہے۔ تو "ختم زمانی" اور "ختم ذاتی" سب ختم و فنا ہو گئے صرف نانوتوی صاحب کی "بے معنی خاتمیت" کا باقی رہا۔ اب یہ روشن ہو گیا کہ نانوتوی صاحب واضح طور پر ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کے معنی گفتگو کرکے بیٹھے ہیں۔ لیکن بات تو یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے "تحدیر الناس" (ص ۱۰) پر "ختم زمانی" کی نسبت خود کو

لکھا ہے کہ "اس منکر بھی کافر ہوگا"۔ اور پھر (ص ۲۵) تک ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ "ختم ذاتی" اور "ختم زمانی" دونوں کا انکار کر دیا اور اپنے منہ آپ ہی کافر ہو گئے۔ "خاتمیت" کے باب میں نانوتوی صاحب کے فکر کی بدستی کے دو ایک نمونے اور بھی ملاحظہ کرتے چلئے۔

..... تحدیر الناس صفحہ ۱۳ پر رقمطراز ہیں۔

"غرض اختتام اگر باس مسمی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء مگزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

..... آگے چل کر رقمطراز ہیں۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چاہے آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے گا۔" (تحدیر الناس، ص ۲۵)

اس عبارت کا ابتدائی کچھ حصہ پہلے نقل کر چکا ہوں۔ اپنی اس عبارت میں لفظ "تجویز" استعمال کر کے نانوتوی صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے بالفرض بالفرض کہا ہے اس سے "فرض اختزعی" مراد نہیں بلکہ فرض "تجویز" ہے۔ اور تجویز کا تعلق اختراعات سے نہیں ہوتا بلکہ جو چیز عقلاً ممکن ہو اس کی تجویز کی جا سکتی ہے۔

میری اس پوری تحریر کا منشا "تحدیر الناس" میں موجود تمام فراغات اور اس کی جملہ اہمال مراعات پر نقد نظر نہیں، بلکہ معنی ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ میں معنوی تحریف کی ہے۔ اس کے ارتعاش معنی کا انکار کیا ہے اور اجتماعی معنی پر لینے کو جہلاً کا خیال بنا کر تمام اہم مسئلہ، بلکہ خود سرکار رسالت مآب ﷺ (گورنور باوجود جاہل) کا فہم اور ایک متعذر ضروری سے کم التفات قرار دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور خود اس کا ایک ایسا معنی بتایا ہے جس کے روستے اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے، جب بھی "خاتمیت محمدی" میں فرق نہ آئے۔ ﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کے اس

جدید معنی سے نسبت مسلک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن نسبت خدا و ان کے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔
ایسا لگتا ہے کہ ثانوی صاحب نے اپنی نبوت کے لئے راہ ہموار کی تھی مگر زراستی رکھے اور نظام
احمد قادیانی نے بازی مار لی۔

آخر میں چلتے چلتے اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ میرے دروہ، "تجدیر الناس"
کا جدید ایڈیشن ہے جو قدیم ایڈیشنوں سے یکہ مختلف ہے۔ پرانے ایڈیشنوں میں تقریباً ہر جگہ
"اللہ" کی جگہ "مسلّم" موجود ہے۔ اس پر جب علمائے ملت اسلامیہ نے اعتراض
شروع کیا تو ثانوی صاحب کے وکیلوں نے اسے نئے ایڈیشن سے نکال کر اس کی جگہ "اللہ"
تحریر کر دیا۔ حالانکہ یہ دکا بھی خوب جانتے ہیں کہ "اللہ" کی جگہ "مسلّم" لکھ کر ثانوی صاحب
جو خر و میاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں، بعد والوں کی اصلاح سے ان میں کمی نہ ہوگی۔ یوں ہی
زیر نظر ایڈیشن کے صفحہ "۳۰" اور صفحہ "۱۳۰" پر چاہیے ہیں چڑھا دیے گئے ہیں۔ مگر اس حاشیہ نگاری
کے باوجود بھی بات جہاں پر تھی وہیں پر رہ گئی۔ اور ثانوی صاحب کے واقعہ ارداس کی صفائی نہ
ہوگی۔ بالکل واضح اور کلا ہر اہل راہ و ہاتھوں پر حاشیہ چڑھا تا رہا ہے کہ ان عوامی کا خدشاہ حق پر
پردہ ڈالنا ہے۔ اچھا آئیے ان حاشیہ آرائیوں کا بھی جائزہ لیتے چلتے۔ پہلے "تجدیر الناس" کی
(صفحہ ۲۱۳) کی وہ عبارت نظر کے سامنے رکھ لیجئے جس کو میں نقل کر چکا ہوں۔

پہلا حاشیہ۔ "اولیٰ معنی خاتم النبیین"..... الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی اہت کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو ﴿خاتم النبیین﴾ فرمایا گیا ہے۔

اول اس کے معنی سمجھئے چائیں" (حاشیہ نمبر ۱، ص ۲۰۳)

دوسرا حاشیہ۔ "معوام کے خیال"..... الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس معنی پر ﴿خاتم النبیین﴾

ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں۔ یعنی عوام کا خیال ہے، جس میں حضور ﷺ

کی فضیلت کا حلقہ انکھار نہیں ہوتا ہے" (حاشیہ نمبر ۲، ص ۲۰۳)

تیسرا حاشیہ۔ "مگر اہل فہم پر روشن"..... الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

"عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدیم و تاخیز زمانی سے آنحضرت ﷺ

کے لئے ہذا بات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ مطلق قرآن

میان فضیلت کامل کے لئے ہے۔ لہذا ﴿خاتم النبیین﴾ کے ایسے معنی لینے

چائیں کہ جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلت محمدی ثابت ہو۔"

(حاشیہ نمبر ۳، ص ۲۰۳)

چوتھا حاشیہ۔ ص ۱۳ پر ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں دنیا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض

کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا کیوں کہ کفر عالم ﷺ خاتم

قطب اس معنی پر نہیں کہ آپ سب سے پہلے زمانہ کے نبی ہیں۔ (جیسا عوام کا

خیال ہے) بلکہ جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ خاتم ذاتی اور خاتم رُحی

نبی تھے یعنی جس قدر کمالات اور مراتب ہیں وہ سب آپ کی ذات

ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم ہے، مکان نبوت بھی آپ

پر ختم اور مراتب نبوت بھی آپ پر ختم ہیں۔" (حاشیہ نمبر ۴، ص ۱۳)

ان عوامی میں پہلے حاشیہ کی کچھ ضرورت تھی۔ اصل کتاب ہی سے یہ مفہوم بخوبی سمجھ

میں آ جاتا ہے۔ دوسرے حاشیہ میں لفظ "قطب" حاشیہ نگار نے اپنی طرف سے لا جا دیا ہے۔ اصل

عبارت کتاب میں نہ یہ موجود ہے اور نہ اس سے مفہوم۔ یوں ہی لفظ "کاخہ" بھی حاشیہ نگاری

کا اضافہ ہے، اس کے باوجود بھی بات نہ نئی اس لئے کہ اعتراض یہی تو ہے کہ مولوی قاسم ثانوی

نے ﴿خاتم النبیین﴾ کے ایسا معنی کو عوام جہاں کا خیال غمیرا کر غلط بتایا ہے اور منکر اجماع

أمت ہو گئے ہیں۔ نیز قاسم صاحب نے تاہمین اور مجمع علمائے أمت، یہاں تک کہ خود ذات رسول کریم

ﷺ کو عوام کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ سلف و خلف کے عقیدے سے ہٹ کر

﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ یعنی "آخر الانبیاء" ہونے میں آپ کی شانِ شانِ فضیلت سے انکار کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتراضات اس دوسری حاشیہ نگاری کے بعد بھی اصل کتاب پر بدستور قائم رہتے ہیں۔ بلکہ یہ حاشیہ بھی ان اعتراضات کے پورے نشانے پر ہے۔

اب تیسرا حاشیہ ملاحظہ فرمائیے۔ اصل کتاب میں جو "بaldat" کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہے، حاشیہ میں اس کا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ "بaldat" کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ "غور فرمائیے،" کچھ فضیلت نہیں "اور" کوئی خاص فضیلت نہیں "کیا ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ کیا دونوں کے دو مطبوعہ نہیں ہیں؟ کیا پہلے فقرے میں "بaldat" فضیلت "کا بالکل انکار اور دوسرے فقرے میں درپردہ دے لفظوں میں "بaldat" فضیلت "کا بہت نہیں تو کچھ ہی سہی، خاص نہیں تو عام ہی کیا، اقرار ہے کہ نہیں؟ اس کے سوا اس حاشیہ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ اس پر امت کا اجماع ہے کہ ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ یعنی "آخر الانبیاء" میں رسول کریم ﷺ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔ بالفرض یہ وصف، رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور عظیم القدر کمالات سے ہے تو اب اس وصف میں کامل فضیلت کا انکار یا اجماع امت کا انکار ہوا کہ نہیں؟

اب آئیے چوتھا حاشیہ بھی دیکھ لیجئے۔ اس حاشیہ میں ریکٹ کے درمیان جو جملہ ہے وہ بھی حاشیہ نگاری کا ہے۔ یہ حاشیہ بھی عجیب وغریب ہے جو اپنے دامن میں غریب کاریوں کا ایک خزانہ لئے ہوئے ہے۔ غور کیجئے۔ اصل کتاب کی عبارت تو یہ ہے کہ:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمہ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (ص ۲۵)

اور حاشیہ میں اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"الفرض آپ کے بعد کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمہ محمدی میں یہ فرق

نہ آئے گا۔" (ص ۱۳۰ حاشیہ)

غور فرمائیے کیا تعلق ہے اس حاشیہ کا اس اصل سے؟ اصل میں تو بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی

نبی پیدا ہو، کی بات ہے۔ لیکن حاشیہ میں "الفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی فرض کیا جائے، کا ذکر ہے۔ آخر کون سی لغت ہے جس میں "پیدا ہو" کا ترجمہ "فرض کیا جائے" تحریر ہے۔ پیدا ہونا اور ہے اور فرض کیا جانا اور۔ دونوں کے اثرات و نتائج بالکل الگ الگ ہیں۔ مثلاً۔ اگر بالفرض، حاشیہ نگار صاحب کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ صاحب اولاد کہلا گئے۔ لیکن اگر بالفرض، ان کے گھر میں کوئی بچہ فرض کیا جائے تو وہ اولاد کے والد ہی رہیں گے۔

..... الخیر

اگر بالفرض، بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً "خاتمہ محمدی" کے اجماعی معنی پر بدستور اثر پڑے گا۔ تاہم عین کرام اصل کتاب اور حاشیہ کی عبارتوں پر جس قدر غور کر گئے ہیں، حاشیہ نگار کے دجل و فریب کا دامن تار تار ہوتا جائے گا۔ اب اسی حاشیہ کی اس کے بعد کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

اس میں بھی لفظ "فقط" کا بیجا اضافہ ہے۔ ہاں یہ ہمہ۔ کوئی قاعدہ نہیں لکھی رہا ہے اس لئے کہ غرور و عالم ﷺ کا اس معنی میں "خاتم" ہونا کہ آپ سب سے چھٹے زمانہ کے نبی ہیں، یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ سب رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ یہی صحابہ و تابعین کا عقیدہ ہے، اور یہی ساری امت مسلمہ کا نظریہ ہے۔ لہذا اس کو عام کا خیال منہرانا، اس کو بیخبر سمجھنا، ان عقیم بارگاہوں کی ذرہ در ذرہ توہین ہے اور لفظ ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کے اجماعی معنی کا انکار ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جرأت کے بعد کوئی کچھ بھی ہو مگر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حاشیہ میں یہ کہنا کہ آپ "خاتم زمانی" بھی ہیں، "خاتم زمانی" بھی اور "خاتم زمانی" بھی، بحث کو ایک دوسرا رخ دینا ہے۔ سوال یہ نہیں

ہے کہ آپ کیا کیا ہیں۔ بلکہ سوال صرف اتنا ہے کہ اشارہ الہی میں لفظ ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی مراد مراد کیا ہے؟ تو اخبار امت کی طرف سے اس کا جواب ہے کہ اس لفظ قرآنی کا معنی مراد "آخر الانبیاء" ہے۔ یعنی حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ لہذا آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر۔۔۔ صاحب تحذیر الناس "کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ ایسے معنی میں ﴿خَاتَمُ النَّبِيِّينَ﴾ ہیں کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو

اور تمام امت اسلام کا، اول سے آخر تک، اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سب انبیاء کے خاتم اور سب پیغمبروں کے پچھلے ہیں۔ نہ ان کے زمانے میں کسی شخص کے لئے نئی نبوت ممکن اور نہ ان کے بعد۔ اور جو اس کا ادعا کرے، وہ بلاشبہ کافر ہے۔ اور رہے، امیر احمد، مذہب احمد اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور ان کا کہنا، کہ اگر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو، تو اس سے "خاتمیت محمدیہ" میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ اے! تو اس قول کے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے بعد کو "نبوت جدیدہ" ملتی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں جو اسے جائز مانے، وہ باجماع علمائے امت، کافر ہے۔ اور اللہ کے نزدیک نیاں کار اور ان لوگوں پر اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے قیامت تک، اگر تا تب نہ ہوں۔

﴿۲﴾

و كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا ﷺ أو بعده، أو ادعى النبوة لنفسه أو حوز اكتسابها، قال حليل: لو ادعى شركاً مع نبوته عليه الصلوة والسلام أو بعده أو حوز اكتسابها و كذلك من ادعى أنه يوحى إليه وإن لم يذع النبوة، قال: قتلوا كلهم مكذبون للنبي ﷺ لأنه أخير أنه حاتم النبيين، واجمعت الأمة على أن هذا الكلام على ظاهره، وإن مفهومه المراد منه دون تأويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً إجماعاً و سماعاً (۱)

(۱) حسام الحرمین، صورة مرقمة التبیخ محمد العزیز وزیر، (المطوع لدار العلوم الأمجدیہ،

ص ۱۱۳-۱۱۴، و فی نسخة (المکتبۃ النبویة)، ص ۱۰۱

ایسے ہی جو نبی ﷺ کے زمانہ میں، یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعا کرے، یا اپنی نبوت کا دعویٰ کرے، یا کہے نبوت سب سے مل سکتی ہے۔ علامہ غلیل نے فرمایا، جو حضور کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور کے بعد کسی کو نبی جانے یا کہے نبوت کسی عمل سے حاصل ہو سکتی ہے، اور ایسے ہی جو اپنی طرف وہی آنے کا دعویٰ کرے، اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ ہو، فرمایا کہ یہ سب کے سب کافر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ حضور نے خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے شمع کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمام جہاں کے لئے بھیجے گئے۔ اور تمام امت نے اجماع کیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ تو ان سب طائفوں کے نظر میں اصلاً شک نہیں، یقین کی رو سے، اجماع کی رو سے اور قرآن و حدیث کی رو سے۔

وما علينا إلا البلاغ والحمد لله رب العلمين وأفضل الصلوة وأكمل السلام على سيدنا محمد وآله وصحبه وحزبه أجمعين ﴿آمین﴾

مآخذ ومراجع

- ☆ الأخيـاء و النظائر :
لابن نجيم زين الدين بن إبراهيم المصري الحنفى (٩٧٠ هـ) دار الفكر المعاصر ، بيروت ، دمشق ، ١٩٩٩ م
- ☆ أشعة اللمعات :
للشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى (١٠٥٢ هـ) ، المكتبة التورثية الرضوية ، سكر ، ١٩٧٦ ع
- ☆ تحذير الناس :
مولوى فاسم ناتوتوى ، المكتبة الرحيمية ، ديوبند ، و أيضاً محمدى پلشتيك كمبى ، ديوبند
- ☆ التفسيرات الأحمدية
للمحافظ أحمد المعروف بملاحيون بن أبى سعيد بن عبد الله الحنفى (١١٣٠ هـ) ، المكتبة الحفانية ، بشار
- ☆ تفسير أبى السعود :
للقاضى أبى السعود محمد بن محمد العمادى ، مطبعة محمد على صبيح بيميدان الأزهر ، مصر
- ☆ تفسير البغوى المعروف بمعالم التنزيل :
لبغوى ، أبى محمد الحسين بن مسعود الفراء (٥١٦ هـ) ، مطبعة مصطفى البابى الحلوى و أولاده بمصر ، الطبعة الثالثة ١٣٧٥ هـ ١٩٥٥ م
- ☆ تفسير الحازن :
للعامة علاؤ الدين على بن محمد البغدادى ، دار الكتب العربية ، بشار
- ☆ تفسير جلالين :
للإمامين جلال الدين السيوطى ، و المحلى ، دار إحياء التراث العربى ، بيروت الطبعة الأولى ، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م
- ☆ تفسير الحازن :
للعامة علاؤ الدين على بن محمد البغدادى ، دار الكتب العربية ، بشار
- ☆ تفسير روح البيان :
لحلقى ، إسماعيل الروسى (١١٣٧ هـ) ، دار إحياء التراث العربى ، بيروت ، الطبعة السابعة ، ١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥ م
- ☆ تفسير غرائب القرآن و رغائب الفرقان :
النمسا بورى ، نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين ، على هامش جامع البيان ، الطبعة الأولى ، بالمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق ، مصر ١٣٢٨ هـ
- ☆ التفسير الكبير :
للإمام فخر الدين الرازى ، دار إحياء التراث العربى ، بيروت ، الطبعة الثالثة ، ١٤٢٠ هـ - ١٩٩٩ م
- ☆ جامع البيان فى تفسير القرآن :
الطبرى ، أبى جعفر محمد بن جرير (٣١٠ هـ) الطبعة الأولى بالمطبعة الكبرى الأميرية ، بولاق مصر ١٣٢٨ هـ

- ☆ جامع الترمذی :
للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذی (٢٧٩ هـ) دار السلام النشر و التوزيع ، الرياض
- ☆ الجامع لأحكام القرآن :
القرطبي، أبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٦ هـ، ١٩٩٥ م
- ☆ حسام الحرمين على منحر الكفر والمعين :
للإمام أحمد الرضا (١٣٤٠ هـ)، دارالعلوم أمجدية، كراتشي، ٢٠٠٠ م، أيضاً المطبوع في مكة المكرمة، لاهور، ١٣٩٥ هـ
- ☆ الدر المنثور في التفسير بالمأثور :
للسيوطي، جلال الدين (٩١١ هـ) دار الحياة التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م
- ☆ دلائل النبوة :
للبهقي، أبي بكر أحمد بن حسين (٤٥٨ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣ هـ
- ☆ سنن ابن ماجه :
للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني (٢٧٣ هـ)، دار السلام النشر و التوزيع، الرياض
- ☆ سنن أبي داود :
للإمام أبي داود سليمان بن أشعث السجستاني (٢٧٥ هـ)، دار السلام النشر و التوزيع، الرياض
- ☆ سنن الدارمي :
للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن (٢٥٥ هـ) دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ
- ☆ سنن النسائي :
للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي (٣٠٣ هـ)، دار السلام النشر و التوزيع، الرياض
- ☆ شهبان اردو دائجست :
دعلى، نوفمبر ١٩٧٤ م
- ☆ شرح السنة :
للبغوي، أبي محمد الحسين بن مسعود (٥١٦ هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤٢٤ هـ
- ☆ شرح صحيح مسلم للنوى :
للإمام يحيى بن شرف الشافعي (٦٧٦ هـ) دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٠ هـ
- ☆ صحيح البخارى :
للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى (٢٥٦ هـ) دار السلام، النشر و التوزيع، الرياض
- ☆ صحيح مسلم :
للإمام أبي الحسين، مسلم بن الحجاج قشيري (٢٦١ هـ)، دار السلام النشر و التوزيع، الرياض

- ☆ الفتح الكبير في ضمّ الزيادة إلى الجامع الصغير:
للنّهائي، يوسف بن إسماعيل (١٣٥٠هـ) دار الأرقم، بيروت
- ☆ مدارج النبوة:
للشيخ عبد الحق المحدث الدحلوي (١٠٥٢هـ)، المكتبة التورية الرضوية، سكر، ١٣٩٣هـ
- ☆ مدارك التنزيل (تفسير نسفي):
للسنفي، أبي البركات عبد الله بن أحمد الحنفي (٧١٠هـ)، دار الكتب العربية، بشار
- ☆ مرفأة المفاتيح:
على بن سلطان محمد (١٠١٤هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٣هـ
- ☆ مستدرك للحاكم:
للمحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله نيسابوري، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١١هـ
- ☆ المعتمد:
للإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، بيروت، طبعة الأولى، ١٤٢١هـ، ٢٠٠١م
- ☆ مشكاة المصابيح:
للشبريزي، ولي الدين محمد بن عبد الله الخطيب، (٧٤١هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
- ☆ المواعب للذنية:
للسفطلاي، أحمد بن محمد (٩٢٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٦هـ
- ☆ الموطأ (برواية يحيى بن يحيى):
للإمام مالك بن انس (١٧٩هـ)، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى، ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م
- ☆ جواهر النور ☆ جامع كبير ☆ جامع دقيق
- ☆ دية المهدئين ☆ مناقب الإمام ☆ افتتاحات الكعبة
- ☆ ردهاب ناقب ☆ اعداوا الحقين ☆ قاموس

فهارس احاديث و آثار

نمبر	مضامين	صفحة
١	أُرسِلْتُ إِلَى فَاعِلِي خَلْقَةٍ وَحُجْمِي بِي النَّبِيُّونَ	٣٦
٢	أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ	٣٨
٣	أَنَا الْخَافِرُ الَّذِي يُحْضَرُ النَّاسُ عَلَى	٣٧
٤	أَنَا عَاتِمُ السَّيِّئِينَ	٢٠-٢٤-٣٤-٤٣
٥	أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ - فَلَا تَلَاذِلْ وَلَا تَبْغُضْ	٣٤
٦	أَنَا مُحَمَّدٌ وَ أَحْمَدُ وَالْمُقَلِّينَ وَالْخَائِرِ	٣٧
٧	أَنْتَ بَقِيٌّ بِمَنْزِلِهِ عَارُؤُنَ مِنْ مَوْسَى	٣٩
٨	إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي	٣٤
٩	إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ سَبْعَ أَرْضِينَ فِي كُلِّ أَرْضٍ	٤١
١٠	إِنَّ اللَّهَ كَمَا حَكَّمَهُ إِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ	٢٩
١١	إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَعَاتِمُ السَّيِّئِينَ	٣٦
١٢	إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ فِي لَمْ يَكُنْ لِي لِحَاظِي السَّيِّئِينَ	٣٦
١٣	إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ لِحَاظِي السَّيِّئِينَ وَأَنْ أَدَمَ لِمُسْخَلٍ فِي طَيْبَتِهِ	٣٦
١٤	حُجْمِي بِي الْأَنْبِيَاءِ	٤٣
١٥	حُجْمِي بِي النَّبِيِّينَ	٤٣
١٦	فَأَنَا الْبَيَّةُ وَأَنَا عَاتِمُ السَّيِّئِينَ	٢٣
١٧	فَأَنَا مُوَجِّعُ الْبَيَّةِ جَنَّتْ فَخَسَّتِ الْأَنْبِيَاءِ	٢٢
١٨	فَأَنَا مُوَجِّعُ الْبَيَّةِ حُجْمِي بِي الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ	٢٣

نمبر	مضامين	صفحة
١٩	فَخَسَّتِ الْأَنْبِيَاءِ	٤٣
٢٠	خَلَّاتِ بَنُو إِسْرَءِيلَ تَسْوِسُهُمُ الْأَنْبِيَاءِ	٣٨
٢١	خَسَّتِ نَبِيًّا وَأَدَمَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِينِ	٤٦
٢٢	خَسَّتِ نَبِيًّا وَأَنْ أَدَمَ لِمُسْخَلٍ فِي طَيْبَتِهِ	٤٦
٢٣	لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ	٣٤
٢٤	لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُنْشَرَاتِ	٣٥
٢٥	لَا نَبِيَّ بَعْدِي	٢٦-٣٨-٣٩-٢٩
٢٦	لَمْ يَكُنْ بَعْدِي نَبُوَّةٌ إِلَّا الْمُنْشَرَاتِ	٣٥
٢٧	لَيْسَ بَعْدِي نَبُوَّةٌ	٣٤
٢٨	مَنْ وَجَّهَتْ لَكَ النُّبُوَّةَ	٤٥
٢٩	مَنْزِلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قُلُوبِ كَمَنْزِلِ رَحُلِي	٢٤
٣٠	مَنْزِلُ مَنْزِلِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قُلُوبِ	٢٠
٣١	وَأَدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ	٤٥
٣٢	وَأَدَمَ مَسْخُورُونَ فِي أُمَّتِي عَذَابُونَ تَقْلُوبُ	٣٢-٣٣

فروغ اہلسنت کے لئے..... امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، ہر قاعدہ تھیں ہوں۔
 - ۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویہ ہوں۔
 - ۳۔ مدرسوں کی فیس قرار نچوائیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
 - ۴۔ طلبہ کی طلبہ کی چانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
 - ۵۔ ان میں جوتیار ہوتے جائیں نچوائیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ کا شاعت دین و مذہب کریں۔
 - ۶۔ حمایت مذہب و رد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
 - ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
 - ۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر مگر اس رچیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، جگزیں اور رسالے بھیجے رہیں۔
 - ۹۔ جو ہم میں قابل کارمو جو در اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے قاریق اہل ہائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
 - ۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور قافو قافو ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں شہرت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
- حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و صدوق ﷺ کا کلام ہے۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یاد رہے بھائیو اتم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیریں ہو،
 بیڑے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں
 ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سچے اور دور بھاگو یو ہندی ہوئے،
 رافضی ہوئے، نہجری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے
 ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا
 یہ سب بیڑے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان
 بچاؤ، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ
 روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان
 سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم
 سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو ورنہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کی
 جی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی نکریم اور ان کے دشمنوں
 سے جی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں اتنی تو جین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا
 ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ
 دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے نکھنی کی
 طرح نکال کر پینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)